100 [illegible]

تطہیر الاوساخ لنسخ الناسخ

محمد رضا مخز

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

شکر شکن شوند همه طوطیان هند + زین قند پارسی که به بنگاله میرود

بحمد الله تعالی که درین زمان سعادت اقتران رساله نافعه مسمی به

تطهیر الاوساخ لنسخ النساخ

تصنیف شاعر معجز بیان سخنور شیوا زبان محقق فن رموز دان
سخن افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب منشی مرزا
محمد رضا صاحب متخلص به معجز
شاگرد رشید جناب
شیخ ناسخ
مغفور

با حسن اسلوب و طرز مرغوب

در مطبع شعله طور واقع کانپور مطبوع اهل جهان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی کان للحق حامیاً و نصیراً و للمومنین علی المخالفین ظہیراً
والصلوٰۃ علی رسولہ الذی بعث بفصل الخطاب بشیراً و نذیراً
علی آلہ الذین اذہب اللہ عنہم الرجس فطہرہم تطہیراً سیما
وہو باب علمہ الطاعن نحور المشنعین طعناً کبیراً والمدمر رؤس
مفترین والکاذبین تدمیراً اما بعد حمد و صلوٰۃ بندہ حقیر کثیر التقصیر
والخطا محمد رضا متخلص بہ معجز اقال اللہ عثارہ وازال اوزارہ خدمت
سراپا افادت سخنوران نصفت آئین و نکتہ سنجان معدلت قرین
میں گزارش کرتا ہے کہ بالفعل ایک رسالہ تحیر افزا لعجب اشتمال
مضمون غرابت مشحون مسماۃ بانتخاب نقص تصنیفات

اوستاد زمانہ زبان دان یگانہ نساج سخن مجدد مضامین کہن نساخ
الاغلاط رافع الجہالہ شاعر بنگالہ خوردہ گیر فکر سلیم و صاحب طعنہ زن کلام
عالی ثاقب شاعر باذل سخنور فرخ دل فخر عبید زاکانی ثانی خواجہ ہمامیت
طہرانی مبرا از خطا و قصور ڈپٹی عبد الغفور صاحب متخلص بہ نساخ سے
مشتمل اوپر ایرادات و اعتراضات مراثی مطبوعہ میر انیس صاحب مغفور و میرزا دبیر صاحب
مبرور کی نظر قاصر سے گذرا ہر چند کوئی نفس بشر محفوظ عثرات قلم و زلات قدم
و سہو و نسیان و خطا و عصیان سے نہین ہے لیکن شیوۂ انصاف معترض ممدوح سے
کمال بعید تھا کہ اکثر غلط نساخ کو غلط شاعر قرار دیکر فتح باب ایراد و
اعتراض فرمایا لازم تھا کہ اول مراثی صحیحہ اخلاف ناظمین سے بہم پہونچائی
ہوتی بعد ازان اعتراض فرمائی ہوتی اور غلط نویسی کتاب و عدم توجہ
اہل چھاپ کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و آشکار ہے مثلاً تحریر مصاریع
ناموزون کہ شاہد عدل غلط محرر ہے اور گواہ صدق طہارت ذیل شاعر ہے
عقلا پر واضح و عیان ہے کہ شخص موزون طبیعت ہو اگرچہ کم مشق و کم سواد ہو

لیکن بسبب فیضان موزونی طبعی و شعر ناموزون بحر مروجہ مین ہرگز
نہ کھپیگا چہ جائیکہ میرزا صاحب و میر صاحب علی ہذا القیاس بعض تحریفات و تصحیفات
اور بھی ہین کہ اہل انصاف بالیقین حکم مخطاطی کاتب کرینگے اور شاعر کو مبرا جانینگے
ثانیاً یہ بات بھی کالشمس علی العلم ہے کہ اکثر تلامذہ میر صاحب و مرزا صاحب نے بلحاظ
اپنے پڑھنے کے اکثر تصرفات بہ تغیر و تبدل الفاظ و مصرع و بند کیے ہین
بنظر اختصار کسی مرثیہ کے کچھ بند نکالڈالے اور کہین درمیان مرثیہ مین کوئی
مطلع یا بند ایجاد کر کے الحاق کیا تا کہ وہین سے پڑہنا شروع کرین کہین
بغرض بکا و ابکا مضامین بکائیہ موزون کر کے شامل مرثیہ کیے کہین الفاظ
مین موافق اپنے فہم و سلیقہ کے کمی و بیشی کی یا مشتاقین نے جو مرثیہ جدید زبان
سے ان صاحبون کی مجلس مین سنا خفیہ تحریر کیا اور جو الفاظ یا مصرع بسبب عجلت
تحریر یا عدم سماعت کے رہ گئے اوسکی تکمیل بطور خود کی اس باعث سے کہ نقل مرثیہ
جدید و نو تصنیف کا دستیاب ہونا شاعرین سے غیر ممکن تہا پس جو کچھ
کہ مرثیہ اونکے تلامذہ کے پاس ہین اونمین اکثر کا اصل نہین ہین تغیر و تبدل

واضافہ ونقصان اونمین بہت ہے اور انہمین مرثیون کی نقل پر جو مرثیہ

مین جو مطبوع ہو ہین پس مراثی مطبوعہ مین قلیل بنا ر الفاسد علی الفاسد ہے

القصہ بعد دیکھنے اوس رسالہ کے یہ عاصی قلیل البضاعہ خدمت جناب میر خورشید علی

صاحب نفیس خلف میر انیس صاحب مرحوم و جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج خلف

مرزا دبیر صاحب مبرورین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مراثی صحیحہ تخمینی میر صاحب و مرزا صاحب

عنایت فرمائیے تاکہ تصحیح اغلاط مراثی مطبوعہ کیجائے چنانچہ حضرتین ممدوحین

نفس نفیس ال جہد فرما کر تصحیح و مقابلہ کیا اور بندہ کو مرہون عنایت فرمایا

انشاء اللہ المنعام اشعار صحیحہ اپنے محل و مقام مین اطلاع الخواص و العوام انتباہ

للمعترض المقدام موافق تصحیح حضرتین جلیلین ثبت اوراق کیے جاینگے اور جو تفاوت

ہونگے اونکا بھی ذکر کیا جائیگا باقی جواب اور شکوک و شبہات کا جسقدر کہ

بمقتضائے فہم قاصر ہے دیا جائیگا اور علت غائی تحریر روئداد فقط اظہار حق

و ازہاق باطل ہے نہ امر دیگر امید ہے کہ ناظرین باتمکین اس جواب مبین کو

مسمی بتطہیر الاوساخ لنسخ النساخ ہے جس جا کہ قصور فہم و خطائے ذہن بخیف

ملاحظہ کرین ذیل مرحمت وعفو سے پردہ پوشی فرمائین اور راقم کو نشانہ تیر ملامت نہ بنائین ماذا امر وا بالعفو والکرام گزارش ثانی یہ ہی کہ چونکہ راقم کو کلام میر صاحب جلد بہ تصحیح ہو کر حاصل ہوا اس سبب سے تحریر جواب سے اسکی اول فراغت کی گئی بعد ازان سوایرادات کلام مرزا صاحب مین مشغول ہوا لہذا اس وہین حوالہ جوابات اعتراضات مشترکہ ومتحدہ جواب سابق التحریر کیا ہے وھا انا اشرع فی تحریر الجواب واللہ الہادی الی طریق الصواب

عبارت معترض بزعم بعض روی زمین پر کمال فضل مین کوئی انکا ہمسر نہ تہا الخ **گزارش راقم** فی الواقع کہ کوئی شخص مرثیہ گوئی مین میر صاحب و مرزا صاحب کا نظیر وعدیل نہ تہا اگر بزعم معترض کوئی انکا مماثل تہا تو نام بھی اوسکا تحریر کیا ہوتا مرثیہ گو ایران مین بھی مثل مقبل ومحتشم وجوہری وغیرہم کے گذرے ہین لیکن بنظر انصاف دیکھا جائے کہ جو لطف محاورہ اور بلندی مضامین نازک خیالی وغیرہ انکے کلام مین ہی شعرای مذکور کے مراثی مین ہرگز نہین ہا بلکہ یہ طرز خاص مرثیہ عرب وعجم مین مروج ہی نہین یہ طرز مخترع ومخصوص

مرثیہ گویان لکھنو کا ہے عبارت معترض اکثر مجالس محرم مین
بھی شریک ہونیکی علت غائی یہ ہی بات تھی گزارش راقم ماشاء اللہ
نیت بخیر تھی انما الاعمال بالنیات عبارت معترض آخرش
جب کہ راقم کو مکرر سفر لکھنو کا اتفاق ہوا الخ گزارش راقم لفظ آخر مین
شین ضمیر جو اضافہ ہوا ہے تو مرجع اسکا عبارت مین نظر نہین آتا اسیطرح
دیوان فصاحت نشان معترض مین کہ مصداق اس شعر کا ہے ؎

ہر مصرع ازو بسکہ بلند افتادہ است   ترسم کہ باو مصرع دیگر نرسد

یہ شعر موجود ہے ناسخ ؎ ملگئے وہ مجھسے تا رسوا نہون +
آخرش کام آئی رسوائی میری :: اسمین بھی شین ضمیر طائر گم کردہ آشیان
و مسافر خانہ ویران ہے معترض کو لازم ہے کہ اسکی بھی سند کلام متاخرین سے
مثل شیخ ناسخ و آتش و وزیر و بحر و اسیر کی تحریر کرے عبارت
معترض تاہم ابتک معتقد لوگ بھی جانینگے کہ کاتبانی غلطی ہے
گزارش راقم بے شبہ کہ عقلا کو اسی بات کا یقین ہے فقرہ مذکورہ بنابر

وقع و خلل و حفظ ما تقدم تحریر ہوا ہی اگر ایسا ہی وثوق صحت ہر کتابت پر ہو تو بہت سی قرآن مجید بھی غلط لکھے ہوئے ہین منکرین قرآن معاذ اللہ و استغفر اللہ اوسکو بھی غلط مصنف تعالی شانہ عما یقولون قرار دیکر مثل معترض اعتراض کرینگے اور یہ بات بھی لائق استفسار ہے کہ ناہم محاورہ کس عجمی کا ہے البتہ کا چھوٹ جانا فارسی ہی ورنہ کلام اہل زبان سے سند طلب ہے

کلام مرزا دبیر صاحب مرحوم موافق نقل مراثی مطبوعہ

برسیدہ مین کئی سال ہو رہتی تھی مرنے کھینا	چھوڑے ہوی شیر ب کو اک عرصہ مجھے گذرا
ہمت نہ تھی جینے کے آج علم ہستی کے طوق کو	کرتے ہین ہنی آج وصی نائب حق کو
آیہ عرض میری سمت سے یہ کیجیے مولا سے	رحمن جو تیرا نام ہے رحمت ہی ہو مولا
چلا اک ہر اکبر کا یہ نکلو ان گل اندام	تعریف کے حرفونکے ورق پر نہین آرام
خامہ کو مجھے ہند کا جیا اب پس از ارقام	حرفون مین ہے مانند عنقا اوسکا اوڑا نام

اعتراض

اول شعر مین عرصہ کا عین دوسرے شعر مین عالم کا عین تیسرے شعر مین عرض کا عین پانچوین شعر مین عنقا کا عین تقطیع مین گرجاتا ہے حالانکہ عین کا گرانا جائز نہین ہے اور سوا اسکے تیسرے شعر مین جو میری ہمت سے عرض کرنا معنی میری طرف سے عرض کرنیکی لکھا ہی یہ کسی فصیح کے کلام مین دیکھا نہین البتہ کاتیھون کا محاورہ ہی اور حرف ثانی لفظ عنقا کا متحرک نہین ہی جیسا کہ مرزا صاحب نے قیاس کرکے لکھا ہی بلکہ عنقا بروزن فعلا بالتسکین ہے

جواب

مصرع ثانی بیت اول اسطرح سے ہے یثرب کو بھی چھوڑے ہوئی اک عرصہ ہی گذرا شعر دوم کے مصرع اول مین بجای آج کے اب کا لفظ ہے شعر سوم کلام مرزا صاحب کے نہین ہے شعر چہارم کے مصرع دوم مین بجای حرفونکی حرفونکو ہے شعر پنجم کے مصرع اول مین بجای لبس ازار قام لفظ دم ارقام اور مصرع ثانی مین بجای عنقا لفظ عقاب ہے واضح ہو کہ اگرچہ معترض نے مصرع دوم شعر چہارم و مصرع اول شعر پنجم سے تعرض نہین کیا لیکن

بخیال فائدہ صحت و بلحاظ مطابقت نقل با اصل تعرض کیا گیا اسیطرح
اور بھی مقامات مین عظیمین آئیگا اور عبارت معترض مین توہم ہو کہ قیاس کرکے لکھا ہے پس قیاس
کرنیکے لیے مقیس علیہ کا ہونا ضرور ہے اور مقیس علیہ اس مقام مین بانسد عنقا و عقول
سفہا مفقود ہے فافہم ؎

نظم مطبوع

دل تنگ آخر ہو گیا مجھہ دل ہلول کا
قید ہوینگے سب عترت سلطان مدینہ
رو رو کے یہ کرتے تھے اشارے کوئی کھیا

سید ہا ہوا نہ ہا تھہ جناب بتول کا
غالم کے طمانچے ابھی کھاؤ گی سکینہ
زینب کو اب ہم دینگے وہ بیٹوں کا پرسا

اعتراض

اول شعر مین ہو گیا کے ہا دوسرے شعر مین ہوینگی کی ہا اور تیسرے شعر مین ہم کی ہا
تقطیع مین گر جاتی ہے حالانکہ اسیمر ہا کا گرنا جائز نہین ہے ہا مختفی کا گرنا
البتہ عروض مین جائز ہے اور سوا اسکے دل ہلول کا لفظ فارسی زبان مین
آیا نہین ؎

جواب

شعر اول کلام مرزا صاحب مرحوم سے نہیں ہے شعر دوم کے مصرع اول مین بجاے قید ہونیکے کی الٹ جائیگی ہے شعر ثالث کا مصرع ثانی اسطرح ہے - دو زینب نا شناد کو دو بیٹون کا پرسا واضح ہو کہ عبارت اعتراض مین حرف یا بعد لفظ سوا تحریر ہوا ہے حالانکہ اس یا کو بجاے اضافت تحریر کرتے ہین پس اضافت لفظ عربی بطرف لفظ ہندی ہو گی اور یہ ناجائز و غلط ہے ❊

نظم مطبوع

تیز بہائے کے لیئے تیغ جفا ہوتی ہے	کوئی نہین پوچھتا ہے مجھے کیون روتی ہے

اعتراض

اس شعر کے مصرع ثانی کی کوئی یا نہین کی لفظ کو تخفیف کرکے بروزن سر پڑھا جاے تو مصرع موزون ہو گا حالانکہ ان دونون کلمون مین ایک کلمہ بھی سبب خفیف مین داخل نہین ہے اور کسی فصیح متاخر نے ان کلمونکو سبب خفیف قرار نہین دیا پس مصرع مذکور ناموزون ہے ❊

جواب

مصرع ثانی بیت مذکور اس نہج سے ہی ۔ کوئی جو یہ پوچھتا ہو مجسے کہ کیون روتی ہی

نظم مطبوع

ہم خواب مین بھی دیکھ رہے تھے یہ ماجرا
جاگے الضیب آج کہ دیکھا جمال شاہ

پھر صرف ہوگئی کلمہ مین وہ خیرخواہ
بولے گواہی آپکی بس ہے خداگواہ

اعتراض

کلمہ مین صرف ہونا کیا معنی اور کہان کا محاورہ ہے صرف کا لفظ فقط کلمہ کے واسطے لکھا گیا ہے اسکی سند چاہیے اور خیرخواہ کی ہا جو قافیہ مین گر گئی یہ کس قاعدے سے ہے اگرچہ فارسی مین ایسا آیا ہے کہ جن الفاظ کے آخر مین ہا ہوتی ہو اور ماقبل اوسکے الف مدہ ہو تو ہا کو برعایت قافیہ گرا دیتے ہین لیکن یہ ضابطہ اسما اور نعوت مین دیکھا گیا ہے جیسے بادشا اور گوا نہ افعال مین اور خیرخواہ بترکیب اسم وامر اسم فاعل ہو گیا اسمین اس قاعدہ کا جاری کرنا جائز نہین ہے

جواب

شعرِ اول کا مصرع اول اسطرح ہے — ہم خواب مین بھی دیکھتے تھے آپ ہی کی راہ
شعرِ دوم کے مصرع اول مین جو صرف ہونا کلمہ مین کہا گیا تو صرف بجائے مصروف
کے مبالغۃً استعمال کیا گیا ہی جسطرح سے زیدٌ عدلٌ ہے کہ زید کثرتِ عدالت سے
خود عدل ہو گیا اور ماسوا اسکے صرف بجائے مصروف اردو مین بھی مستعمل ہے
چنانچہ کہتے ہین کہ ہمسے تمھارے روپے صرف ہو گئے یعنی مصروف ہو گئے

نظمِ مطبوع

۱ میراث یہ نانا کی ہے اور حرفہ نانا
اکثر پئے جو رہن ہوئے چادرِ زہرا

۲ پھوپھی سکینہ لاشِ چچا پر لبِ فرات
مجرے کو دوڑی جھک گئی رکھکر جبین پہ ہاتھ

۳ لوگو سنبھالو دخترِ شاہِ مدینہ کو
غش آ گیا ہی لاشِ چچا پہ سکینہ کو

۴ بازو پہ سجے جو ہر والماسِ ضیا بار
اور آگے در نجف حیدرِ کرار

۵ ہند آئے جو یہان عقدِ شہ جن و بشر مین
بچھی صفِ ماتم پسرِ ہند کے گھر مین

اعتراض

پہلے شعر مین حرفہ نانا اور دوسرے اور تیسرے شعر مین لاشِ چچا اور چوتھے شعر مین

اگہ در نجف اور پانچوین شعر مین صفِ ماتم یہ الفاظ بترکیب اضافی قاعدہ
فارسی کے ساتھہ درست نہین کیونکہ انمین ایک لفظ ہندی ہے اور ایک
عربی یا فارسی ہے اور ایسے الفاظ کی ترکیب ناجائز ہے مگر اعلام مین درست ہے
چنانچہ شعرائے متاخرین لکھنؤ مثل ناسخ و آتش و ہجر و صبا و وزیر و اسیر کے
کلام مین بھی قاعدہ جاری ہے اگرچہ کسیکو برخلاف اسکے ثابت کرنا منظور
ہو تو انہین لوگونکے کلام سے سند لاوے اور اس باب مین شعرای متقدمین
مثل میر و مرزا و مصحفی و جرأت و انشا کا قول سند نہین کیونکہ شیخ امام بخش
ناسخ کے عہد سے جو جو ترکیبین اور سامعہ خراش بندشین اس زبان کی
تھین متروک ہوگئین اور تمام شعرا اور فصحاے لکھنؤ نے اس تصرف جدید کو
قبول کیا اور اپنے محاورے مین بھی معمول رکھا اور صف کا لفظ اگرچہ عربی ہے
لیکن بوریا و چٹائی کے معنی مین عربی اور فارسی مین نہین آیا پس صف کا
لفظ بمعنی بوریا ہندی ہے اور اسی سبب سے لفظ ماتم کی طرف مضاف ہو نہین سکتا

جواب

شعر اول کا مصرع اول کلام مرزا صاحب مرحوم سے نہین ہے اور شعر ثانی
وثالث مین لاش پچا کی جگہہ لاشۂ عم ہے شعر رابع کے مصرع اول مین بجاے
جوہر الماس جوشنِ الماس ہے اور مصرع ثانی مین اکہ در نجف کی جگہہ یکہ
در نجف ہے اگرچہ لفظ جوشن اور یکہ اسماے ہندیہ سے ہے لیکن اضافت اسم ہندی
بطرف لفظ عربی یا فارسی کلام اساتذہ مین واقع ہے چنانچہ سالک یزدی نے کہا ہے

سیر گشتم ز کہچڑے ایام	ہوس خوان سیم و زر نکنم

یحیی کاشی

سر را چو تان جگت سنگ بود	کہ بر شیشہ نہ فلک سنگ بود

اس شعر مین اضافہ لفظ فارسی طرف لفظ ہندی کے ہے۔ شعر خامس کے
مصرع ثانی مین لفظ صف ماتم جو واقع ہوا ہے جواب اسکا رد اعتراضات
کلام میر انیس صاحب مرحوم مین دیا گیا ہے اور عبارت معترض مین یہ فقرہ مرقوم ہے
کہ اگرچہ کسیکو برخلاف اسکے ثابت کرنا ہو الخ پس اس مقام مین لفظ چہ محض غلط
ہے اور اسیطرح اور بہی دو ایک مقام مین لفظ اگرچہ بجاے اگر تحریر کیا ہے

نظم مطبوعہ

لاشے کے منہ کو دیکھکے کہنے لگے یہ شاہ
ماہین گی گھرمین باپ یہ ہان نعرۂ سپاہ
پیرے ہر جہاد مین یہہ وہی بدر بے زوال
مرقوم ہے یون شاہ کے اخبار مصیبت
بیچارگی کا وقت ہے اکبر خدا گواہ
یہ ریگ گرم اور یہ بدن نرم آہ آہ
حاکہ حق پہ لڑتے ہین ہینگی جو خوشخصال
جب ہو چکی ہفتاد و دو تن کی تین حضرت

اعتراض

دوسرے اور تیسرے شعر مین ہینگے اور چوتھے شعر مین تین کے لفظ جو واقع ہین مدت سے متروک ہین اور فصحے متاخرین نے اپنے کلام مین باندہنا موقوف کیا ہے اور اسکے سوا دوسرے شعر مین ماہینگی گھرمین یہ فقرہ زائد و مہمل ہے سوا حشو ہونے کے اور کچھہ نہین ہو سکتا ٭

جواب

اس بند کا مصرع دوم و سوم اسطرح ہے
مان ہین گھرمین باپ یہ بہان نعرۂ سپاہ
کیا وقت اضطراب ہے اصغر خدا گواہ
اور ٹیپ یہ ہے

دل ساتھ لگا پڑتا ہی کیونکر جدا کرون	سونپون کسی کسے لٹاؤن کہان آہ کیا کرون

فی الجملہ غور سے ملاحظہ ہو کہ مصرع غلط مین اہی مان ہینگی کا لفظ حشو نہین ہے شاعر بزبان جناب سیدالشہدا کہتا ہے کہ مادر علی اصغر میدان کارزار مین موجود نہین گہر مین ہے ورنہ لاش معصوم کو اوسکے سپرد کرتا شعر سوم کا مصرع دوم اسطرح ہے حقا کہ حق بہ ہین یہ قریشی خوشخصال شعر چہارم یون تہا ہے

مرقوم ہے یون شاہ کا اخبار مصیبت	جب ہو چکے ہفتاد و دو تن کٹکے لئے حضرت

نظم مطبوع

یہ آب دم تیغ نہ ٹھہرا کسی شے مین	نشتر کی طرح دوڑ گیا ہر رگ وپے مین

اعتراض

ہر رگ وپے مین دوڑجانا نشتر کا کام نہین البتہ اثر کرنا ہو سکتا ہے ہان خون کا کام بیشک ہے اگر یون لکہتے تو اچہا تہا بس خون کی طرح دوڑ گیا ہر رگ و پے مین

جواب

مصرع ثانی شعر مذکور یون ہے	نشہ کی طرح دوڑ گیا ہر رگ وپے مین

معترض نے مرزا صاحب و میر صاحب پر دربارۂ اخفائے نون
بہائی جان اور چچا جان اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ کوئی ان الفاظ کو بغیر
اعلان نون نہین بولتا اور خود معترض نے مصرع مذکور مین لفظ خون باخفائے نون نظم کیا ہے
حالانکہ محاورۂ اردو مین باعلان نون تلفظ کیا جاتا ہے اور بس کا لفظ بھی مصرع مذکور مین کس قدر غیر فصیح ہے

نظم مطبوع

وہ تیغین ذوالفقار کے فقرے مین آگئین — جوہر کے تنگ چشمی سے آنکھین چرا گئین
یکسر شکست فاش سر دست کہا گئین — تہین آب کم حیا کہ عرق مین نہا گئین

اعتراض

کم حیا ہو کر عرق مین نہانا کیا معنی کیونکہ عرق لازمۂ خجالت ہے اور خجالت
اوسکو ہوتی ہے جسکو حیا ہو لہذا اگر باحیا لکہتے تو معنی درست ہوتے لیکن
یہ بھی اوستادی کے خلاف تھا فقط

جواب

مصرع ثانی بیت دوم اسطرح ہے - تہی آب گم حیا کے عرق مین نہا گئین

حیف ہے کہ اتنی بھی تحریف فہم عالیِ معترض مین نہ آئی نازم برین فہم

اور معترض نے جو لفظ خجالت عبارت اعتراض مین تحریر کیا ہے تو یہ لفظ

غلط ہے اسلیے کہ لغت عرب مین نہین آیا بلکہ صاحب مغرب نے اسکو اغلاط

عوام سے شمار کیا ہے چونکہ لغت عرب ہے لہذا کتب معتبرہ لغات عرب سے سند طلب ہے

نظم مطبوع

تم نوح غریبان ہو ہر اک دکھہ کی دوا ہو	روضہ پہ بلالو مجھے اعجاز نما ہو

اعتراض

ہر چند نوح کو کشتی اور دریا سے مناسبت ہے جیسے اوپر کے شعر مین مذکور ہوا

لیکن نوح غریبان ترکیب غیر مانوس ہے فقط

جواب

شعر مذکور اوس مرثیہ مین نہین ہے جس مرثیہ مین مطبوع ہوا ہے لیکن نوح

غریبان کو ترکیب غیر مانوس کہنا کس وجہ سے ہے نوح علیہ السلام حافظ و

حامی اہل کشتی تھی اور کشتی نشین حالت غربت و سفر دریا مین تھے پس نوح غریبان

لکھنا مراد اوس سے حافظ غریبان و حامی غریبان ہے اور معترض نے جو حوالہ دیا ہے کہ اوپر کے شعر مین مذکور ہوا ہے تو اوپر کے شعر مین یہ لفظ موجود نہین ہے پھر حوالہ کیسا فقط

نظم مطبوع

غائب ہوئے خم سے فلاطون بھی ہل کر	قارون سے نہین کہتی ہے دے باج نکلکر

اعتراض

نہین معلوم فلاطون اور قارونکو کیون تکلیف دی ہے یہ غریب تو نہ پہلوان ہین نہ بہادر معاملات جنگ و جدال مین اسلیے کچھہ مناسبت نہین فقط

جواب

سبحان اللہ کیا فہم صاحب ہے اور کیا اعتراض معقول و بجا فرمایا ہے شجاعت فلاطون و قارون اس شعر سے کب ثابت ہوتی ہے کہ محل ایراد ہو شاعر نے غالب ہونا خوف کا ہر شخص پر بیان کیا ہے از انجملہ افلاطون ہے باوجود خم نشینی کہ باعث حفاظت اوسکے لیے تھی مقام امن نہ سمجھا بخوف جان خم سے

نکلکر غائب ہو گیا اسی طرح سے قارون سے زمین کا کھنا اوس سے مقصود یہ ہے کہ باج گذاری سبب امن عافیت ہوتی ہے لہذا زمین قارون کو حکم باج گذاری کرتی ہے تا کہ قارونکو امن و عافیت حاصل ہو اور اسکو جنگ جدل مین قتل و غارت سے محفوظ رہے اور قارونکا صاحب مال و خزانہ ہونا سبھی پر ظاہر ہے فقط

نظم مطبوع

رباعی

صغرا کو عجب رنج تہا دورئی پدر مین
اعضا شکنی گاہ کبھی درد جگر مین
کہتے تہے یہی اشک کو بہر دیدہ تر مین
جانم بلب آمد زغم درد جدائی
بیزارم ازین زندگی ای مرگ کجائی

اعتراض

یہ نظم جسکو رباعی لکھا ہے کونسے اصناف نظم مین سے ہے شاید مرزا صاحب کے اختراعات جدیدہ سے ہو تو اسکا نام بہی جدید چاہیئے

جواب

اگرچہ یہ تضمین کلام مرزا صاحب مرحوم سے نہین ہے لیکن اسکو رباعی سمجھنے
کے باب مین لکھا جاتا ہے کہ اطفال دبستان و صبیان ابجد خوان تک اس بات
سے واقف ہین کہ رباعی کے چار مصرع ہوتے ہین اور جس کلام کے چار مصرع
نہونگے اوسکو کوئی شخص رباعی نکہیگا اور جو شخص کہ اندک مس عقل و فہم سے
رکھتا ہوگا وہ ہرگز مرزا صاحب مرحوم کی نسبت ایسا احتمال بہی نکریگا اور
کاتبون کا قاعدہ ہے کہ سرخی سے یا بقلم جلی سیاہی سے بالاے مصاریع
رباعی لفظ رباعی لکھدیتے ہین اس مقام مین کاپی نویس مطبع نے سہواً
یا جہلاً بجاے تضمین رباعی کا لفظ لکھدیا اوسکو معترض نے منسوب بمرزا صاحب
کیا سبحان اللہ کیا فہم عالی اور کیا عقل صائب ورسا ہے مصرع
ای تو مجموعہ خوبی ز کدامت گویم ✣ اور کمال یہ ہے کہ باوصف اس حسن فہم
کے ماشاء اللہ حضرت ظریف بہی ہین

نظم مطبوع

اوس شبکا راویون نے لکھا ہی یہ ماجرا	بے آب اور طعام تھے سب آلِ مصطفےٰ

اعتراض

اس شعر مین جو بے آب اور طعام کا لفظ ہے اسطرح کی ترکیب کا لکھنا اردو مین جائز نہین کیونکہ بے آب مرکب لفظ فارسی ہے اسکے بعد حرف عطف اور جو آیا ہے ہندی ہے اسیلیے معطوف علیہ کے نفی یا اثبات معطوف کے واسطے کفایت نکریگی بنا بر علیہ بے آب اور بے طعام با عادہ حرف نفی یا بے آب و طعام بعاطف فارسی لکھنا چاہیئے

جواب

مصرع ثانی بیت مذکور اسطرح سے ہی - بے آب و بے طعام تھے سب آلِ مصطفےٰ

نظم مطبوع

گرد قدم اوس گھوڑے کی ہے سرمۂ نایاب	اوس گرد کے جلوے پہ بلا گردہی مہتاب
رخ اوسکا ہے شیر فرنگی لیے قبلۂ ارباب	اور نعل ہے آہوئے ختا کے لیے محراب
قطرے یہ عرق کے نہین تسبیح ہما ہے	نقشِ قدمِ سجدہ کہ بادِ صبا ہے

اعتراض

اس بند کے تیسرے مصرع مین لفظ قبلہ ارباب اور پانچوین مصرع مین لفظ تسبیح ہما اور چھٹا مصرع کل کا کل مہمل ہے فقط

جواب

بیت ثانی کے مصرع اول مین بجاے قبلۂ ارباب قبلۂ آداب ہے اور اگر بالفرض اصل مین لفظ ارباب کا ہوتا تو بھی معنی ہو سکتی تھی اسواسطے کہ ارباب سے مراد وہ معبود ہین کہ زعم کفار مین اونکی عظمت تھی چنانچہ یارب الارباب دعاؤن مین وارد ہے پس قبلہ ارباب مقام مدح مین آسکتا ہے اور مصرع خامس مین لفظِ تسبیح ہما جو واقع ہوا تو بے معنی نہین ہی اسوجہ سے کہ تسبیح واسطے ذکر کے ہوتی ہے اور قطرہ کو دانۂ تسبیح سے مشابہت بھی ہے پس مراد شاعر کی یہ ہے کہ ہما تسبیحِ قطراتِ عرق پر وظیفہ خوان ہے تا باعث از دیاد سعادت ہوا اور مصرع سادس یہ ہے ہر نقشِ قدم سجدہ گہ بادِ صبا ہے ✣ لفظِ ہر کاتب سے رہ گیا

نظم مطبوع

حسن و جمال حرہ ہے تا ئید کبریا	چاہِ ذقن میں چشمۂ حیوان نہان کیا
اور آب تاب چاہ ذقن کی کہو نہین کیا	الیاس و خضر و خفا زندہ دل ہیں وا
چاہِ ذقن مین بینئے اقدس کا نور ہے	روشن خضر کے چشمہ سے یہ شمعِ طور ہے

اعتراض

اس بند کا چوتھا مصرع مہمل ہے

جواب

بیت اول کا مصرع ثانی اسطرح ہے	چاہِ ذقن نے چشمۂ حیوان نہان کیا
اور شعر دوم اسطرح سے ہے	غنچہ سے لب نے ناطقہ محصول مین لیا
قد کو خرام سرو نے نذرانہ مین دیا	اور ٹیپ اس بند کی یہ ہے
نرگس کی چشم اہر امیدِ علاج مین	اوسنے بہی نورِ چشم دیا ہی خراج مین

اشعار مرقومہ معترض منظومہ شخص غیر ہین

نظم مطبوع

جو تیغ زن کہ طاق تھی شام و عراق میں	وہ جفت مرگ ہو گئی کفر و نفاق میں
سوجھی نئے مشقت ما لایطاق میں	غیرت کو سب نے رکھدیا تیغوں کی طاق میں

اعتراض

اس بند کا تیسرا مصرع مہمل ہے فقط

جواب

مصرع ثالث اس نہج پر ہے - سوجھی نئی مشقت ما لا یطاق میں
الفاظِ مصرع صحیح و الفاظِ مصرع غلط میں تھوڑا سا فرق ہے غلطی کاتب
اس مقام میں صاف ظاہر ہے شعر مرزا صائب علیہ الرحمہ حسب حال ہے
ہیچ از چنگیز خان عالمِ صورت نرفت آن ستم کز کاتبان عالم معنی رود
لیکن بغیر غور و فکر و بدون تدقیق نظر حکم مہملیت کرنا خلاف شیوہ عقلا ہے
کلام مرزا صاحب مرحوم لغویت سے بری ہے البتہ کلام معترض میں یہ صنعت
موجود ہے چنانچہ اس مقام میں یہ شعر کہ مصداق تضحک علیہ الثکلی ہے
المنوذ جا بجا تحریر کیا جاتا ہے نساخ نالہ ہائے آتش افشان کا بھلا کیا ذکر ہے

نالہ ہاے سرد سے اپنے کفن جل جائیگا ÷ نالہ سرد سے کفن کا جلنا نہایت پوچ و مہمل ہے اور اگر یہہ ہیچمدان اغلاطِ کلام معترض کو بالاستیعاب تحریر کرتا تو ہر اینہ یہہ رسالہ ایک مجلد ضخیم ہو جاتا

نظم مطبوع

یہہ دشت تہا یہ گل کہ نہ تہی گشت کی بہار	کیلین نہ تہین وہ نعل ہلالی مین آشکار

اعتراض یہہ شعر مہمل ہے **جواب** شعر مذکور کو مہمل کہنا دلالت نافہمی پر کرتا ہے معنی مصرع اول بیت یہ ہین کہ اسقدر میدان غا کثرت بارش خون سے گل ولالہ ہو گیا تہا کہ گھوڑیکے پہرنے اور دوڑنیکی بہار نہ تہی لیکین اصل مین یہ بیت اسطرح سے ہے ÷ پرخون جو دشت تہا تو نہ تہی گشت کی بہار کیلین نہ تہین وہ نعل ہلالی مین آشکار ÷ ٹیپ اس بند کی یہہ ہے ÷ مین جھڑی لگائی تہی تیغ بلند نے ÷ باندہی تہی منہ کے کھلنے کو تار سمند نے ÷ ربط مصرع دوم شعر مذکور کہ بحساب مصاریع بند کے مصرع چہارم ہوتا ہے ٹیپ سے ملاحظہ ہو

نظم مطبوع

مین تو اسی کہتی کہ سرِ سرورِ دین ہے	ہر فرق یہ ہی ریش سفید اونکی نہین ہے
نام اونکا جوانانِ بہی عرش نشین ہے	شیر فرن کا ہر وہ شیر حسینو نکا حسین ہے

اعتراض

تیسرے مصرع مین جوانانِ بہی کا لفظ بصیغۂ جمع نسبت شخص واحد کے لکھنا مہمل و بے معنی ہے

جواب

مصرع ثالث اس نہج پر ہے - نام اونکا جوانِ بہی عرش نشین ہے ❊

نظم مطبوع

رباعی

گھر چھوڑ کے بہر جستجو نکلین گے	گلزار جنان سے مثلِ بو نکلین گے
اس چاہ مین گر ہی تو ہین بصورت بو	پر جب نکلین گے با آبرو نکلین گے

اعتراض

اس رباعی کا تیسرا مصرع ناموزون ہی یا مرزا صاحب نے بزور طبع موزون

اوزان رباعی مین کوئی نیا وزن نکال کے لکھدیا ہے ٭

جواب

رباعی مذکور کلام مرزا صاحب سے نہین ہے اور چوتھا مصرع بھی رباعی کا ناموزون ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ معترض کے نزدیک موزون تھا کہ اوس سے تعرض نکیا چنانچہ گواہ عدم موزونیت طبع معترض یہ رباعی اونکی ہی کہ دیوان مطبوع کے آخر مین مرقوم ہے ٭

رباعی نسّاخ

کیا کوہ بنا ہے دلکشا مین کہ نہین	مثل اسکا جہان مین بخبر طور کہین
کیا اوسپہ ہے جوبن اور کیا تمکین	شیرین کوہی خسرو کوہکن کو شیرین

علاوہ عدم فصاحت اور خرابی بندش اور ابتذال مضمون کے مصرع سوم رباعی ناموزون ہے اک سبب خفیف کم ہے اور مصرع چہارم مین لفظ خسرو کس حسن سے موزون ہوا ہے کہ لائق تعریف ہے

نظم مطبوع

کہتی تہی سکینہ قتل بابا دیکہا | بہیا علی اصغر کا خون مین لا شا دیکہا
زندان مین پہنسی اور طمانچہ کہاے | اس تین برس کے سن مین کیا کیا دیکہا

اعتراض

اس رباعی کا دوسرا مصرع ناموزون ہے فقط

جواب

مصرع ثانی رباعی کا اسطرح سی ہی | بہیا علی اصغر کا بہی لاشا دیکہا

نظم مطبوع

بچپن مین حجِ کعبہ کیے شہ نے پیادہ | اللہ ری ناتوانی اور اللہ رے ارادہ

اعتراض

اس شعر کا مصرع ثانی ناموزون ہے ماسوا اسکے ناتوانی کا مذکور محض بیجا ہے کیونکہ طفلی کیواسطے ناتوانی مناسب نہین البتہ بیمار اور مریض کے لیے مناسب ہے اسکی سند چاہیے علاوہ برین حجِ کعبہ بغیر تشدید حرف جیم جسقدر فصیح ہے ظاہر ہے ۔

جواب

بیت مذکور اسطرح ہے — بجبیں ۲۵ حج کعبہ کیئے شہ نے پیادہ + العدری توانائی اور العدے ارادہ + اور لفظ حج کو اہل فرس نے بتخفیف بہی استعمال کیا ہے چنانچہ مرزا ناصح نے قصیدہ مین کہا ہے **ناصح**

بمروہ و بصفا و بہ ہدی رمیُ طواف — بمشی و ہروله و سعی بدر حج مبرور

نظم مطبوع

۱ اب عقل ہماری بہی کرتی ہے گوارا — لشکر پسرِ فاطمہ کا کٹ گیا سارا

۲ عباس بہی پیارا ہے اور اکبر بہی پیارا ہے — ان دونون کا مرنا نہوا شہ کو گوارا

۳ اب مدح چشم حر کی نکیون فرض عین ہے — جسپر کہ عین عفوِ جنابِ حسینؑ ہو

۴ ہے منظر جسے دلِ زہرا کا چین ہو — وہ عین کیون نہ شیعونکو پہر فرض عین ہو

۵ کہنے لگا رفیقون سے ناگاہ وہ شریر — اک خواب ہمنے دیکہا ہے آج ایجوان و پیر

۶ کہنے لگے یہ دست ادب باندہ کر شریر — خیر لنا وہ خواب ہے کیا ایہا الامیر

۷ کہنے لگا پکار کے یون شمرِ بدشعار — بس ہو چکے اسیر ہون اونٹون پہ اب اسوار

شعر ۸

تاکید کر رہے تھے ہزارون ستم شعار	پر چھوڑتی نہین لاشکو ہوین نہ زنہار
وہ بھی ہین ایسے جیسے خردمند آپ ہین	پھر صاف کہدیا کہ خردمند آپ ہین

اعتراض

ان شعرونمین ایطاے جلی ہے یعنی قافیہ مکرر ہے اسکو شعراے اردو نے قصاید وغزل مردّف مین جائز کہا ہے لیکن مسدس مین جائز نہین رکھا ہے علاوہ برین اول مصرع مین جو عقل کا گوارا کرنا بمعنی عقل مین آنے کے لکھا ہے یہ خاص اہل قصبات کی زبان ہے فصاحت سے بعید ہے

جواب

شعر اول و دوم اسطرح سے ہے	لشکر پہ فاطمہ کا کٹ چکا سارا
عباس بہی پیارا ہے اور اکبر بہی پیارا	وہ چاند ہی حیدر کا وہ بانو کا ہی تارا
ان دونون کا مرنا نکرینگی وہ گوارا	شعر چہارم کا مصرع ثانی اسطرح ہے
وہ عین کیون نہ شیعونکو بہر نور عین ہو	شعر ششم کا مصرع اول اسطرح ہے
کہنے لگے یہ دست ادب باندہ کر مشیر	شعر ہفتم کا مصرع اول اس نہج پر ہے

کہنے لگا پکار کے یون شمر نابکار ۔ شعر نہم کا مصرع ثانی اسطرح ہے

پھر صاف کہدیا کہ خداوند آپ ہین ۔ جن لوگون نے کہ مرزا صاحب کو خود

پڑھتے سنا ہے شمار اونکا مرتبہ الوف سے متجاوز ہوگا مگر کوئی شخص یہ کہیگا

کہ قافیہ مکرر ہم معنی کسی مرثیہ کے بند واحد مین ہمنے زبان مرزا صاحب سے

سنا ہے اور نہ ایسا احتمال عقلا کو مرزا صاحب کی نسبت ہوگا ۔

نظم مطبوع

خاموش و بیراب کہ ہر جی تن سے روانہ ۔ اللہ سے کر عرض کہ اے رب زمانہ

از بہر حسین و حسن اے خالق دانا ۔ جو مجھسے جلین تو انہین دوزخ مین جلانا

اعتراض

ان شعرون مین رب زمانہ اور دانا کا قافیہ جائز نہین بسبب مضاف الیہ ہونے

لفظ زمانہ کے پس یہ قافیہ غلط ہے اور دوسرے مصرع مین رب زمانہ اور

تیسرے مصرع مین خالق دانا بیکار و فضول ہے

جواب

مصرع ثانی بیت اول اسطرح ہے گر غرض یہ حق سے کہ مخالف ہے زمانہ

نظم مطبوع

مین سوزنِ مژگان سے ترے زخم سیونگا
ہو جو دمرا رشتۂ جان ہے پئے بخیہ

اعتراض

اس شعر مین سیونگا اور پئے بخیہ کا قافیہ غلط ہی

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح ہے بہتر ہے جو ہو رشتۂ جان سے مری بخیہ

نظم مطبوع

کہتے تھے کہ آئے نہ یہان شاہِ مدینہ
گذرا ہمین رستے مین محرم کا مہینا
اصغر کو ماں کی گود مین جو تھا مہینا تھا
عابد کو تپ تھی زرد جمالِ سکینہ تھا

اعتراض

ان دونون شعرون مین شاہ مدینہ اور مہینا اور جمال سکینہ کا قافیہ غلط ہے

علاوہ برین جمال کا زرد ہونا سنا نہین تنبیہ شعرائے اردو نے قافیہ مین الیسی

لفظ ونکی ہا کو الف سے بدل لیا ہے لاکن یہ جب ہی تک جائز ہے
کہ اوس لفظ نے اور کسی لفظ سے ترکیب پائی نہو اور اشعار مذکورہ بالا
مین زمانہ لفظ رب کے ساتہ اور مدینہ لفظ شاہ کے ساتہ اور بخیہ لفظ پے
کے ساتہ اور سکینہ لفظ جمال کے ساتہ مرکب اضافی ہے ایسی حالت
مین قافیہ کا حرف ہا الف سے بدل ہو نہین سکتا اور کسی حال مین حرف الف
ہا سے بدل نہین ہوتا ہے پس الف و ہا کا قافیہ درست نہین غلط ہے

جواب

املاے لفظ معینہ بہاے ہوز در آخر بہت دیکہا ہے اور کوئی مانع بہی ایسا نظر نہین آیا
جس سے عدم جواز کا توہم ہو اور کیا عجب ہے کہ لفظ معینہ مخفف ما ہا نہ ہو اور
جمال اگرچہ بمعنی خوبی صورت کی ہے مگر مجازاً صورت اور چہرہ پر اطلاق
کرتے ہین چنانچہ قاآنی نے کہا ہے ترکے در آمد خوے زدہ یکی ساتگینی می نہد
خوے بر جمال وے زدہ چون بر گل سوری مطر اور بہار عجم مین اسکی تصریح کی ہے
کہ فارسیان بمعنی روی و دیدار ہم استعمال کنند اور چہرہ و صورت کا زرد ہونا بکثرت بولا جاتا ہے

نظم مطبوع

ہان جلد درست مرتب کرو منبر
سب شہری و صحرائی سب انصار و مہاجر
یہ کہکے خیمہ گاہ مین وہ خستہ دل گئے

سلطان و گدا پیر و جوان مومن و کافر
سب جاہل و عاقل سب اکابر سب اصاغر
یہان تیغ بوسہ گاہِ پیمبر پہ چل گئے

اعتراض

ان شعرون کے قافیہ مین اختلاف توجیہ کا ہے اور یہ جائز نہین ہے چنانچہ قوافی کے رسالونسے ظاہر ہوا اگرچہ بعض متقدمین مثل فخر جرجانی وغیرہ کے کلام مین آیا ہی مگر متاخرین کے نزدیک ممنوع ہے

جواب

کاتب نے اس بند مین خلط کیا ہے یعنی دو بندونکے مصرع ایک بند مین باسقاط و حذف بعض مصاریع تحریر کیئے ہین چار مصرع بند اول کے یہ ہین

ہان جلد درست مرتب کرو منبر
ہان غازیو صحرا کو مصفا کرو ملکر

پالان کہو پالان پہ فلک جیسے فلک پر
جسطرح صفا وادی ایمن مین ہے یکسر

اور چار مصرع بند دوم کے یہ ہین ہر سمت ندا دو کہ ہون سب انکی حاضر
سلطان و گدا پیر و جوان مومن و کافر * سب شہری و صحرائی سبا تقصا و مہاجر
سب جاہل و عاقل سب اکابر سب اصاغر * شعر ثالث اس طرح ہے
یہ کہکے سوے خیمہ وہ آشفتہ دل گئے یہان تیغ بوسہ گاہ پیمبر سے ملگئے

نظم مطبوع

سیماب ہے پسینہ نسیم انکی جان ہے
رعد انکا ایک نعرہ شعلہ زبان ہے
اس غم سے جان جائیگی مجھہ ناز نین کی
ہین گھرکیان نکھاؤ نگی شمر لعین کی
رشک قمر تہا لعل مرا مہ جبین تہا
یہہ فخر آسمان تہا یہہ فخر زمین تہا
تنہا سر اپنا اوٹھایا جو سوے میدان
پہینککر ٹوپی کہا ہاے میرے باباجان
بانو چلائی بتا خیر تو ہے آنادان
پیٹ کر سر وہ پکاری کہ دوہائی امان
اکبر کا یہہ تہا ورد زبان ہے چچا جان
افلاک و زمین ہلتے تہے محشر تہا نمایان
قاسم سے یہ رو کر کہا اور یاس سے دیکہا
جا میرے یتیم اپنے چچا جانکو بلا لا

اعتراض

ان شعرون مین نعرۂ شعلہ زبان اور شمر لعین اور رہ جبین اور فخر زمین مین
بسبب ترکیب توصیفی اور اضافی کے اعلان نون جائز نہین ہرچند اردو والے
بعض الفاظ فارسی مین ایسا کرتے ہین لیکن اوسوقت لفظ اردو ہوجاتا ہے
پہر مضاف یا مضاف الیہ ہونا اوس لفظ کا بقاعدہ فارسی جائز نہین اور چوتہے
شعر مین باباجان اور چھٹے اور ساتوین شعر مین چچاجان کا لفظ بغیر اعلان
نون کے آیا ہے حالانکہ کوئی ان لفاظ کو بغیر اعلان نون نہین بولتا ہے

جواب

شعر اول کا مصرع ثانی اسطرح ہے رعد انکا ایک نعرہ ہے شعلہ زبان ہے
شعر دوم اسطرح سے ہے کسکو مین اپنا حال مصیبت سناؤنگی + فاقہ
مین گھر کیبان مین لعینونکی کہاؤنگی + شعر ثالث کلام مرزا صاحب سے نہین ملحقات
سے ہے۔ شعر ششم کا مصرع ثانی اسطرح سے ہے۔ افلاک زمین ملتے تہے محشر کا تہا سامان
شعر ہفتم کا مصرع ثانی اسطرح سے ہے جا میر یتیم اپنے چچا کو تو بولا لا
اور جواب اخفائے نون ملفوظ کا رد اعتراضات کلام میر انیس صاحب مرحوم

مین دیا گیا ہے اور اوسی مقام مین شعر ناصر خسرو لنظیر اعلان نون مع الاضافت مین تحریر ہوا ہے لیکن اعلان نون کا ترکیب توصیفی کلام میان سحر مین واقع ہے ع مجکو کمال عشق ہے اوس مہ جبین سے ؛ جسنے کیا طلوع صفی کے جبین سے ؛

نظم مطبوع

۱ پر خیمہ مین بیتاب تہے اوسدم حرمِ شاہ — چلا کے یہ کہتی تہی کبہی زینب ذیجاہ

۲ زنجیر و طوق پہنے تہے سجادِ نامدار — طاقت نہ تہی جو چلنے کی گرتی تہی بار بار

۳ دیکھو دو گوش اسپ حرب بےنظیر مین — پیکان نہ کیے ہونگے دو ایک تیر مین

۴ ہر ذرۂ غبار ثریّا وقار تہا — ہر ذرہ اوسکا اختر خوش روزگار تہا

۵ کیا کیا کمال رکھتی تہی شمشیر خوش نہاد — جوہر کمند نوک سنان جو دو برق و باد

۶ اے زینب و سکینہ و کلثوم دلفگار — اے عابد و رقیہ و بانوئے بے دیار

۷ دنبہ ریاض خلد سے لے آئے جبرئیل — فدیہ ہوا ذبیح کا حیوان بعدیل

۸ کونین سے افضل ہے شہنشاہ خوش انجام — پڑہتے ہین درود اونپہ ملائک سحر و شام

9 پچھلے کو روتے روتے جو سوئی ہین دلحزین — دیکھا کہ ایک باغ مین ہین شاہِ مرسلین

10 شہ نے کہا یہ ضربت ہوش و حواس ہے — واللہ واہ حق تیرا جوہر شناس ہے

11 بیمار اب مسیح خوش اطوار ہو گیا — یعنی نثار حیدرِ کرار ہو گیا

12 دلِ چرخِ پنبہ پوش کا اوس سے دہڑکتا تھا — شعلہ تو وہ نہ تھا پہ ہوا سے بھڑکتا تھا

13 بے عین علی علم و عمل دونو ہین بے سر — بے ذاتِ علی کعبہ تھا بے صاحب و بے پر

14 پی پہر تو بہی سنے یہ دعا بادلِ تغیر — اے جلوہ دہِ شمس و قمر مالکِ تقدیر

15 بیکس و بیوطن و بیدل و بے پر ہے حسینؑ — صبرِ ایوب کی شمشیر کا جوہر ہے حسینؑ

اعتراض

ان شعروں مین ذیجاہ اور نامدار اور بے نظیر اور خوش روزگار اور خوش نہاد اور بیمار اور بیدیل اور خوش انجام اور دل حزین و ہوش و حواس اور خوش اطوار اور پنبہ پوش اور بے پر اور بادلِ تغیر کے الفاظ محض حشو ہین تطویل مین بہی داخل نہین ہو سکتے بلکہ بعضی حشو سے بہی بدتر ہین اور سوا اسکے لفظ ذیجاہ اور بے نظیر اسم کے ساتھ دیکھے ہین اعلام کے ساتھ دیکھے نہین اور اختر کی صفت

خوش روزگار کسی نے لکھے نہین اور شمشیر کو خوش نہاد کسی نے نہین باندہا البتہ نہاد کا لفظ ذوی العقول کے اوصاف مین دیکھا ہے اور دل حزین کا لفظ فارسی مین نہین آیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے وصف مین جو لفظ خوش اطوار لکھا ہے یہ ادنے وصف ایسے رسول جلیل الشان کی شان مین لانا جو انبیاء اولو العزم مین داخل ہین فصاحت بلکہ مطلق شاعری سے بعید ہے اور کسی شاعر کے کلام مین ایسا پایا نہین جاتا اور مرزا صاحب کے کلام مین جابجا ایسے اوصاف وارد ہین اور کعبہ کی نسبت جو لفظ بے پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کو کسی جانور پرندہ سے ذہن مین استعارہ کیا ہے انصاف کی جگہ ہے کہ کعبہ کے واسطے ترقی ہوئی یا تنزل اور کس درجہ کا تنزل اور طرفہ یہ کہ حضرت امام حسینؑ اور دوسرے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی شان مین جابجا یہ لفظ آیا ہے وہان کیا لکھا جائیگا اور استعارہ کیا آفت لائیگا اور رہا دل تغیر کے کچھہ معنی نہین

بعبہ فقرہ مہمل ہے

جواب

کون شخص شعرائے متقدمین و متاخرین سے ایسا ہے کہ جسکا کلام خالی
حشو سے ہو و لنعم ما قیل قبا گر حریر است و گر پرنیان ✤ بناچار حشوش
بود در میان ✤ چنانچہ اس مقام مین چند شعر کہ مشتمل علے الحشو ہین تمثیلاً
تحریر کیے جاتے ہین مثال حشو از شعر قاآنی نوح اگر بر جودی جودش نجستی التجا ✤ ہمچو کنعان
تا مدی ہرگز برون از بحر آب ✤ لفظ آب اس شعر مین حشو قبیح ہے خاقانی
در مدح بانوے اخستان گوید ع شیر سیاہ معرکہ خاقانِ کامران ✤ بازِ سپید
مملکہ بانوئے کامگار ✤ لفظ کامران و کامگار حشو ہے سعدی ع
چہ خوش گفت فردوسئے پاکزاد کہ رحمت بران تربتِ پاک باد
مصرع اول مین لفظ پاکزاد اور مصرع ثانی مین لفظ پاک حشو ہے اور معترض نے
جو لکھا ہے کہ لفظ ذیجاہ و بے نظیر اسم کے ساتھ دیکھے ہین اعلام کے ساتھ
نہین دیکھے یہہ بھی خوبیٔ تتبع ہے گنجینۂ معتمد تصنیف مرزا عبدالوہاب نشاط
مطبوعۂ ایران کے صفحہ ۱۲۸ مین یہ عبارت موجود ہے رقیمۂ والا صحوب عالیجاہ

امان اللہ خان الخ اور یہ بہی عبارت اوسی کتاب کے صفحہ ۷ امین
تعریف سعید حسین مجمبر مین مرقوم ہے الوزری ضمیر نظیری نظیراس سے
صاف ظاہر ہے کہ استعمال لفظ جاہ و نظیر اعلام کے ساتہ واقع ہوا ہے
اور صفت اختر لفظ خوش روز گار لانے مین کیا قباحت ہے اور کونسی غلطی
لفظی و معنوی ہے اور کونسی نص ممانعت ہر یہ بھی محض دعوی بیدلیل ہے
اور یہ جو تحریر کیا ہے کہ نہاد کا لفظ ذوی العقول کے اوصاف مین دیکہا ہے
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اوصاف غیر ذوی العقول مین نہین دیکہا حالانکہ
طالب آملی نے کہا ہے **طالب آملی** نظر بآئینہ رائے عالم آرایش
فروغ شعشعۂ آفتاب تیرہ نہاد ٭ صفتِ فروغ لفظ تیرہ نہاد واقع ہوا ہے
پس فروغ شمس کیا ذوی العقول سے ہے اور جبوقت کہ استعمال لفظ نہاد
غیر ذوی العقول کے لیے بہی پایا گیا تو واسطے شمشیر کے بہی اس لفظ کا
استعمال کرنا جائز ہے اور دل حزین کو لکہا ہے کہ فارسی مین نہین آیا یہ بہی
ادعائے باطل ہے **قاآنی** نے کہا ہے ۔ نے بغیر از سیم و زر یک تن ز درایش ملول

نے بغیر از بحر و کان بیحد دل دریا مش حزین ملا جامی نے بہی کہا ہے

چو اندوہ دل محزون من تسکین نمی یابد چہ حاصل زانکہ چون من دیگری را دل حزین گردد

محوی ہمدانی سن گریہ تشئین نمی دانستم ؛ بہر آہ دل حزین نمیدانستم ؛

اردو مین بہی مستعمل ہے چنانچہ میر فخر زبیر صبا نے کہا ہے بیتاب غم سے جان بہو دل حزین بہو ؛ کچہہ بہی بہو جو عشق بتان حسین بہو ؛ اگرچہ اشعار نظائر مین لفظ دل حزین بطریق ترکیب واقع نہین ہے اور کلام مرزا صاحب مین مرکب ہے لیکن ہمکو اثبات اسبات کا منظور ہی کہ لفظ حزین صفت دل واقع ہو سکتا ہے اور کلام اساتذہ مین موجود ہے عام اس بات سے کہ مرکب ہو یا نہو اور صفت پست کا جواب ذا اعتراضات کلام میر صاحب مرحوم مین دیا گیا ہے اور جو فقرہ باد دل تغیر کو مہمل و بمعنی لکھا ہے تو یہہ بمعنی نہین ہے تغیر مصدر ہے اور مصدر کو صفت دل واقع کرنا دلالت اوپر کمال تغیر و اضطراب کے کرتا ہے یعنی کثرت تغیر سے دل خود تغییر ہو گیا اور مبالغہ مثل اسکے بہت مستعمل ہے جسطرح سے زید عدل کہ زید کمال عدالت سے خود عدل ہو گیا یا یہ شعر کہ دیوان مرتضوی مین موجود ہے

اِنَّمَا الدُّنیا فَناءٌ لَیسَ لِلدُّنیا ثُبُوت   اِنَّمَا الدُّنیا کَبَیتٍ نَسَجَتہُ العَنکَبُوت

اسمین بھی اطلاق دنیا پر فنا کا مبالغۃً کیا گیا ہے حالانکہ مقام فانیہ کہنیکا تھا اور شعر سنیرو ہم کے مصرع ثانی مین بجائے بے پر لفظ پے در ہے اور شعر پانزدہم کے مصرع اول مین بجائے بے پر مضطر کا لفظ ہے لیکن جواب استعارہ بے پر رد اعتراضات کلام میر صاحب مین دیا گیا ہے

نظم مطبوع

کھہ مرو نپہ کھہ زندو نپہ جاتے ہے بصد شوق   بجلی کی طرح کوندنے اور روندنے کا ذوق

اعتراض

اس شعر مین تلوار کا مرد و نپہ جانا کیا اور کیسی تعریف خلاف بلاغت ہے اور بجلی کو روندنے سے کیا علاقہ

جواب

یہ شعر کلام میرزا صاحب سے نہین ہے

نظم مطبوع

خورشید کا چلن یہہ چلے ہوکے نیم جان | تحویل کے جو خود مین نوروز تہا عیان

اعتراض

یہہ شعر شمشیر کی تعریف مین ہے پس شمشیر کا نیم جان ہونا کیا ۔

جواب

شعر اول کا مصرع اول اسطرح ہے ۔ خورشید کا چلن یہہ چلے ہوکے مہربان

نظم مطبوع

بیٹھے جو خود پر تو وہ سر مین سما گیا | سر گردن نجس مین مع خود آگیا
گردن چھپی جو سینہ مین دل تھرتھرا گیا | بھاری تھا بوجھہ موے کمر پیچ کھا گیا

اعتراض

یہہ دو شعر تلوار کی تعریف مین ہین لیکن ان شعرون سے تلوار کا عیب نکلتا ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ تلوار مین تیزی نہ تھی اگر تیزی ہوتی تو خود و سر و گردن کو کاٹ ڈالتے اگر یہ شعر گرز کی تعریف مین لکھا جاتا تو درست تھا علاوہ برین چوتھے مصرع مین موے کمر جو لکھا ہے یہ کیا معشوق و محبوب کی کمر کو

موے تشبیہ دیتے ہین نہ کہ دشمن و مبغوض و پہلوان کی کمر کو۔

جواب

شاعر نے لفظ بیٹھنے کا کہا ہے اور بیٹھنے کے لیے ثقل ضرور ہے پس مستلزم ثقل جو امور تھے اونکا بیان کیا گیا یا تلوار کے پہل مین ثقل و وزن ایسا تھا کہ باعث درہمی اعضا ہوا اور باریک میان ہونا پہلوان کے لیے بہی وصف ہے تخصیص معشوق نہین رکہتا۔ نکات قانون فوجداری کا فہم اور ہے اور دقائق شعریہ کی سمجھہ اور

نظم مطبوع

گل ہے چراغ چشم ثریا مثال کا	باتہا نوان فلک ہے شکوہ جلال کا

اعتراض

اِس شعر مین چشم کو ثریا کہا ہے یہہ کیسی تشبیہ ہے اگر چشم کو ثریا کہے تو آنکھہ معیوبا ہو جاتی ہے

جواب

یہہ شعر تعریف چشم کور عبداللہ عفیف رضی اللہ عنہ مین ہے اور فقرہ گل کردی چراغ کا انکی دلالت اوپر کوری چشم کی کرتا ہی لیکن اسکی دیکہنے کو بہی بصارت کا ہونا ضرور ہے

نظم مطبوع

تیغ روان کی طرح جدہر یہہ پلٹ گئی
گردن سر آگے پہینک کے پیچہے کو ہٹ گئی

اعتراض

یہہ شعر خود تیغ کی تعریف مین ہے پھر تیغ روان کیطرح کھنا کیسی تشبیہ ہے

جواب

مصرع اول بیت مذکور مین بجاے تیغ روان تیغ نگہ ہی

نظم مطبوع

ہوتا ہے عقد فاطمہ سے بوتراب کا
کس ماہتاب سے ہے قران آفتاب کا

سبطین شہ قلعہ شکن آتے ہین زمین
سر تاج شجاعان زمن آتے ہین زمین

اللہ کی قدرت کے چمن آتے ہین زمین
گویا کہ حسینؑ اور حسنؑ آتی ہین زمین

حیران ہین بشر زمین ملک چرخ برین پر
ہے آج قران مہ و خورشید زمین پر

اعتراض

ان شعروں مین حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے عقد کو اور دو ضابطہ خیر اور
کی جنگ مین جانبیکو قران مہر و ماہ سے تشبیہ دی ہے یہ نہایت بیجا ہے کہ تمام
اہل نجوم کا اسپر اتفاق ہے کہ مہر و ماہ کا قران منحوس ہوتا ہے اور اس
قران کا نام منجمون کی اصطلاح مین اجتماع اور ہیئت مین محاق ہے

حوالہ جواب

جواب اسکا رد اعتراضات کلام میرانیس صاحب مرحوم مین دیا گیا ہے

نظم مطبوع

اور سرخ و سفید آپ کا تھا رنگ مطہر | گردن کی صفا نقرۂ خورشید سے بہتر

اعتراض

اس شعر مین نقرۂ خورشید لکھا ہے نقرہ کو خورشید سے کچھ علاقہ نہین البتہ زر خورشید بولتے آئے ہین کہ خورشید کا رنگ زرد ہے اگر مرزا صاحب نے علم ہیئت و نجوم کے کمال سے آفتاب کا رنگ سپید ثابت کیا ہو تو اسکی دلیل چاہیئے

جواب

مصرع ثانی بیت مذکور مین نقرہ و خورشید بواو عاطفہ ہے مگر تفریق کرنا غلط کاتب شاعر مین ایسکے لیے بھی قوت ممیزہ کا ہونا ضرور ہے ✣

نظم مطبوع

پھل وزن مین تہا پھول تجلی مین نخل طور	گرمی مین محض نار تو نرمی مین صاف نور

اعتراض

اس شعر مین نرمی اور نور مین کیا مناسبت ہے ماسوائے اسکے حرف کے پھل کیواسطے نرمی عیب ہے

جواب

نرمی اسمقام مین ضد حدت ہے نار مین حدت ہے نور مین حدت نہین ہے تلوار کے لئے بھی نار و نور کا لفظ مناسب ہے مثلاً نار ہی احراق مین تیغ نور ہے اشراق مین اور نرمی کا ہونا بھی تلوار کے لیے وصف ہے اگر لوچ اور نرمی نہو تو تلوار ہرگز نہ کسے گی اور نہ کسنا عیب ہے واسطے شمشیر اصیل کے مصرع صائب

تیغ اصیل را بخمیدن توان شناخت ✣ اور یہان بھی عبارت اعتراض مین حرف

یا لعدما سوا تحریر ہوا ہے چنانچہ ذکر اسکا صدر رسالہ مین گزرا ؞؞

نظم مطبوع

چلائی سکینہ کہ خدارا ارے لوگو
بابا کو ابھی کسنے پکارا ارے لوگو

بتلاؤ نہین ضبط کا یارا ارے لوگو
کیا میرے چچا جان کو مارا رہی لوگو

اعتراض

اول شعر کے دونو مصرعون کی ردیف مین سے ایک ردیف بیکار ہے

جواب

یہہ بند کلام مرزا صاحب سے نہین ہے ملحقات سے ہے

نظم مطبوع

لیا نیام سے جب مرضئی الٰہی سے
نقیب نے کہا لبیک خیر خواہی سے

سپیدہ تیغ کا پیدا ہوا سیاہی سے
مگر عیان ہوئی یونس وہان ماہی سے

ہلالِ تیغ جو ابرِ سیاہ سے نکلا
اوٹھا یہہ شور کہ یوسف وہ چاہ سے نکلا

اکبر کے ساتھ گیا پھر وہ باوفا
آئی ندا نجف سے میرے دوست مرحبا

روحِ بتول بولی کہ محسن ہوا میرا	ہاتف پکارا دیکھہ ذرا اپنا مرتبہ
ہمشکل مصطفٰے تو ترا تھا مرا ہاتھہ ہے	لبیک کہتے روح نبی تیرے ساتھہ ہے
ایکدن پئے ترتیبِ وضو آب تھا نایاب	وارد ہوا اک نور بصد آب بصد تاب
اور پیشِ علی رکھدیا اک طشت پر از آب	شہ نے کہا تو کون ہے وہ بولا کہ آفتاب
اک ذرہ درگاہِ شہ جن و ملک ہون	اللہ کے خورشید مین خورشیدِ فلک ہون
جب رجعتِ خورشید کے مولا ہوے طالب	کہتا ہوا لبیک پھرا جانبِ مغرب
ایک روز ہوئی مہر سے یون شاہ مخاطب	مین کون ہون دی اوسنے صدا کل عجائب
جو تجھسے مخالف ہین وہ بیشک سقری ہین	تو اور ترے شیعہ جہنم سے بری ہین

اعتراض

ان اشعار مین لبیک کا لفظ سراسر بیمحل اور بیمعنی واقع ہوا ہے کیونکہ لبیک کلمہ ایجاب کا ہے اور ندا کے جواب مین کہا جاتا ہے

جواب

شعر اول کا مصرع اول اسطرح ہے کہ- کیا نیام تھی مرضی الٰہی سے

اور بند چہارم کی مصرع ثانی مین بجاے جانب مغرب چند مراتب ہے اور اشعار مذکورہ مین کلمہ لبیک کمال موقع و محل پر مستعمل ہوا ہے قَالَ فِی الصِّحَاحِ و معنی لبیک اَنَا مُقِیمٌ عَلٰی طَاعَتِكَ یعنی مین تیری فرمانبرداری کو حاضر ہون پس یہی معنی اشعار مرقومہ مین واقع ہوا ہی مخصوص جواب ندا کرنا ایجاب معترض ہے ملاحظہ ہو کہ حجاج وقت احرام یا عرفات مین لبیک کہتے ہین وہان ندا کب آتی ہے جسکے جواب مین لبیک کہا جاتا ہے اور شعر ابھی اسی بے خبر بہنین ہین شیخ سعدی فرماتے ہین بہ لبیک حجاج بیت الحرام ؛ فخر المتاخرین **شیخ علی حزین** نی بھی لکھا ہے ۔ داغ سودا ئے تو داروِ دلِ دیوانہ ما ؛ کعبہ لبیک زند بر درِ بتخانہ ما ؛ اس شعر مین بھی کلمہ لبیک بغیر جواب ندا کے واقع ہوا ہے

نظم مطبوع

ناگاہ مخاطب ہوا یون خالقِ سبحان	موسیٰ مرا اک دوست ہے مابین بیابان
یا علی کہتا تھا جب یادِ شاہِ کونین	جان نثار اوس شوق سے رہتی تھی ہمہ نکے مابین

بابا کا لٹھو پھلے تو چھر و بنیہ لگا یا	پھر دونوں نے مابین کلیم اونگوٹ یا

اعتراض

ان شعروں میں مابین کے معنی صرف درمیان کے لیے گئے ہیں یہ برخلاف لغت اور محاورہ کے ہے کیونکہ دو چیزوں کے درمیان جو چیز ہو اوسکی نسبت مابین کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے،

جواب

شعر اول میں بھی مابین بیابان سے مراد وسط بیابان ہے لیکن یہ شعر مقولہ مرزا صاحب کا نہیں ہے شعر دوم کے مصرع ثانی میں بجا لفظ شوق لفظ نعرہ ہے اور مابین بدن سے مراد قلب ہے کہ مبدء روح حیوانی ہے حاصل معنی یہ ہوا کہ فرط خوف سے روح قلب سے نکل جاتی تھی اور قلب کا ہونا وسط سینہ و پشت و پہلو میں ظاہر ہے اور شعر ثانی میں مابین کلیم سے مراد وسط کلیم ہے جو درمیان دونوں طرفوں کے ہے اور بین بمعنی وسط کی لغت و محاورہ میں آیا ہے قاموس میں لکھا ہے جلس بین القوم وسطہم +

نظم مطبوع

سر جان نثار رحمت پروردگار ہی | تن خاکسار رحمت پروردگار ہے

اعتراض

خاکسار رحمت پروردگار کے کیا معنی

جواب

اس مصرع میں تن کو فقیر و محتاج رحمت پروردگار قرار دیا اسواسطے کہ ہر شئی محتاج رحمت الٰہی ہی اور محتاج کو خاکساری لازم ہے اور اطلاق لازم کا ملزوم پر کنایۃً و مجازاً صحیح ہے اور خاکسار کو بدن سے مناسبت ہے اسواسطے کہ بدن خود خاکی ہے

نظم مطبوع

۱ مہر سپہر فاطمہ اسمیں نہان ہوئی | بن بن کے دانہ سبحہ کی طلعت عیان ہوئی
۲ سورج چھپے زمین میں ستارے عیان ہوے | نو ذرہ اوسکے اوڑ کے یہ نو آسمان ہوے
۳ مضمون خاکساری حیدر کی چھن گئی | ذکر خدا کیواسطے تسبیح بن گئی

پیدا ہوا سپیدہ طلعت نشان صبح	سلطان صبح نے کیا قصد اذان صبح
باندھا عمامہ نور کا پہنا کتان صبح	پہ چرخ چہارمی پہ گیا خطبہ خوان صبح
ناگہہ وہ سانپ کانپ کے رستے روان ہوا	یعنی عصا کلیم کا پر توفشان ہوا
طاؤس ذوالفقار تڑپ کر عیان ہوا	ڈر ڈر کے ہر زمین کا طبق آسمان ہوا

اعتراض

اول بند مین لفظ طلعت نشان جو واقع ہے بالکل بےمعنی اور نامستعمل ہے اور مصرع ثانی اور خامس کے معنی تو کچھ معلوم ہی نہین ہوتے اور باقی مصرعون کے معنی بھی بے لطف اور خلاف شان بلغا ہین اور علی مدد اکبر چوتھے شعر مین طلعت نشان جو واقع ہے نہین معلوم کیا چیز ہے اور ساتوین شعر مین طاؤس کا بغیر ذبح ہونیکے تڑپنا کیا

جواب

طلعت بالفتح دیدار یقال حیا اللہ طلعتہ ای ابقی رویتہ او وجہہ کذا فی منتہی الارب حاصل کلام معنی طلعۃ دیدار اور رویت کے ہین بارخ

اور چہرہ کے شعر اول مین معنی ثانی مراد ہین اور چہرہ مہر کو نور اتیت
لازم ہے پس یہان طلعۂ فشان بمعنی نور افشان کے ہے من قبیل
اطلاق الملزوم وارادہ اللازم اور کلام فصحا مین ایسی مجاز شائع
وکثیر ہین معنی اس بیت کے یہ ہین کہ مہر سپہر فاطمہ جو خاکِ کربلا مین
مدفون ہوئی خاک مطہر اونکے دانہ تسبیح ہوکر نور افشان ہوئی اور تسبیح
خاکِ کربلا سے درست کیجاتی ہے اور مصرع خامس کے یہ معنی ہین کہ
مضامین خاکساری حیدرؑ کی صاف ومحقق ہوگئی جہین جانا مضمون
کا مراد اوس سے بکوشش صاف ومحقق ہوجانا مضمون کا ہے اور جو تھے
شعر مین جو طلعۂ نشان بترکیب مقلوبی واقع ہوا ہے تو اس جگہہ طلعہ
بمعنی دیدار ہے کما مر اور معنی مصرع کے یہ ہین کہ سپیدۂ نشان دیدار
صبح ظاہر ہوا اور شعر ہفتم مین تڑپنے کا لفظ جو طاؤس ذوالفقار کے لیے
لکھا گیا ہے تو مراد تڑپنے سے بیقرار ہونا ہے نہ یہ کہ بسمل ہونا مقصود ہے
اور لفظ تڑپ کا کہ بمعنی چمک کے بھی ہے ذوالفقار کے ساتھہ مناسبت

رکھتا ہے اور معترض نے یہہ جو لکھا ہے کہ اور باقی مصرعون کے
معنی بھی بے لطف اور خلاف شان بلغا ہین تو یہ بھی حسن فہم ہے
مصارع مذکورہ مین خلاف بلاغت کوئی بات پائی نہین جاتی ؛

نظم مطبوع

عارض کا پسینہ ہے گلاب گل احمر	آنکھون کے تری روغن بادام سے بہتر

اعتراض

گلاب گل کسیکو نہ کہتے سنا نہ لکھتے دیکھا اسکی سند چاہیے البتہ بعضے
عوام بے سواد شب برات و شب قدر کی رات اور آب زمزم کا پانی
بولتے ہین گلاب گل بھی اوسی قسم مین داخل ہے ؛

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح سے ہے - عارض کے پسینہ سے دو عالم ہین معطر ؛
اور بالفرض اگر مرزا صاحب نے گلاب گل احمر بھی کہا ہوتا تو کیا قباحت
تھی گلاب اسم ہے عرق خاص کا اور اوسکی اضافت طرف گل احمر کے واسطے

زیادت توضیح و تخصیص کی ہے چنانچہ شیخ علی حزین نے لکھا ہے
غرق عرق جبین سرخ ناز آفرین حجابست ✦ جانا ترا کہ گفت کہ از گل گلاب شو
موافق مزعوم معترض از گل عرق کش کہنا چاہیے تھا لیکن معترض نے تاریخ وفات
ابو الحسن علی ابن جھجم مین لکھا ہے بنساخ آن بو الحسن علی کہ ز اہل کمال بود
شعر ترش بود چو گل ورد در چمن ✦ اس شعر مین اضافت گل بطرف ورد غلط
ہے اسلیے کہ ورد خود گل کو کہتے ہین ایسے اغلاط البتہ مخصوص عوام ہین ✦

نظم مطبوع

آخر تمہین اب سوگ نشین ہونا ہے بھیا	تا عصر بہتر کے لیے رونا ہے بھیا
مجکو تو فقط سوگ نشین ہونا ہے صاحب	بچے میرے کم سن ہین یہی رونا ہے صاحب

اعتراض

سوگ نشین کوئی لفظ فارسی نہین ہے ہندی محاورہ کا ترجمہ فارسی کیب دیکر کیا ہے یعنی سوگ
و نشین دونون لفظ فارسی ہین مگر اس ترکیب کے ساتھ زبان فارسی مین نہین آیا یہ غلط ہے
صحیح نہین ہے اسکی سند چاہیے البتہ ماتم نشین زبان فارسی مین آیا ہے ✦

حوالہ جواب

جواب سوگ نشین رد اعتراضات کلام میر صاحب مرحوم مین تحریر کیا گیا ہے

نظم مطبوع

یہہ کہکے فلک پر گئی ساکنٔہ فلک کے
اور حشر کیا تاجِ مقرب کو ٹپک کے

اعتراض

تاج مقرب نیا لفظ ہے آجتک کسی اردو یا فارسی گو شاعر کے کلام مین دیکھا نہین اور از روے معنی کے بھی استقامت سے بعید ہے اگر مقرب کی جگہہ مُذہّب یا مُرصّع کہتے تو درست ہو جاتا

جواب

مصرع ثانی بیت مذکور اسطرح سے ہی ۔ اور حشر کیا تاج تقرب کو ٹپک کے

نظم مطبوع

شیرین ادا دہ رخش پر پرواز ہے روان
کوڑی کا دہیان ہے لاجورا کب تو یہ کہان

اعتراض

اگر لفظ رہروان منادی ہے تب بہی بقاعدہ اردو جائز نہوگا رہروان بمعنی رہرو کے نہین آیا ہی اور جمع رہرو اگر کہئے تو مقام اسکا نہین

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے - شیرین ادا وہ رشک پری ہو وہی زیران

نظم مطبوع

تا سال ابد ہو نہ اس آئینہ کی تمثال	برسونین بہی ہی کہینچنا اس شکل کا اشکال

اعتراض

سال ابد کسی شاعر یا منشی کے کلام مین دیکہا نہین اور نہ کسی صاحب علم یا عامی کو بولتے سنا اسکی سند چاہیئے -

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے - اس آئینہ کے تا بہ ابد ہووے نہ تمثال

نظم مطبوع

اوس روز سے بتول نے معمول کیا یہ	ویرانہ ایک مدینہ کے جو عنقریب تہا

اعتراض

لفظ عنقریب بازدیاد حرف عن قرب زمانہ کی حالت مین مستعمل ہے
قرب مکانکی ذکر مین کسی فصیح نے لکھا ہنین اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح ہے۔ جو متصل مدینہ کے ویرانہ ایک تہا

نظم مطبوع

اور اپنے پہننے کا دیا خلعت زرتار ۔ رتبہ مین جو تہا حلہ جنت سے گرانبار

اعتراض

گرانبار بمعنی گران قیمت کے نہین آیا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے
بہاری خلعت پر قیاس کرکے گرانبار کا لفظ لکھا ہی واہ رے قیاس

جواب

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جو چیز جس چیز سے گرانبار ہوگی لامحالہ
اوس سے وزن مین فائق ہوگی اس مقام مین رتبہ مین گرانبار ہونا جو کہا

تو مقصود اوسی رتبہ مین فائق ہوتا ہے مگر نارسائی ذہن مانع ادراک

مطلب ہے

نظم مطبوع

وہ رخش درخش فلک سیر ہے ہمزین | ہے کاہ چراگاہ اوسے خوشۂ پروین

اعتراض

گھوڑے کے وصف مین ہمزین بمعنی مقابل کے نہین آیا اسکی سند

چاہیئے البتہ ہمعنان وغیرہ آیا ہے

جواب

حرف ہم فارسی مین افادہ معنی شرکت کے لیئے آتا ہے مثل ہم قلم

وہم عنان وہمدم وہمنفس وہمزاد وہم شکل وغیرہ کے پس جس لفظ مین

کہ اثبات مشارکت منظور ہو اوسکے ساتھہ استعمال ہم کیا جائیگا

اگر کوئی نص ممانعت استعمال ہم بالفظ زین انظر معترض سے گذری تھی

تو لکھنا اوسکا پر ضرور تھا ورنہ درصورت عدم ممانعت جواز استعمال

اپنے عموم پر رہیگا

نظم مطبوع

بتلاؤ تو بنی کا نواسا نہین ہوئین
نرغے مین تین روز پیاسا نہین ہوئین

شرع رسولِ حق کا شناسا نہین ہوئین
جینے سے آج اپنے ہراسا نہین ہوئین

اعتراض

ہراسان کہ صیغہ حالیہ الف و نون کے ساتھ مشہور ہے اوسکا نون گھٹا گیا شاید مرزا صاحب نے بقاعدہ شناسا اسمین بھی الف فاعلیت قرار دیا ہے اسکی سند چاہیے خلاصہ یہ کہ قافیہ تنگ ہو گیا تھا اسلیے نون کو حذف کر کے ہراسا بنا دیا

جواب

بند مذکور اس نہج پر ہے کیون آج مستحق ولا سا نہین ہوئین ❊ کیا شرع احمدی کا شناسا نہین ہوئین ❊ اچھا قسم تو کھاؤ کہ پیاسا نہین ہوئین کہدو تمہین نبی کا نواسا نہین ہوئین

نظم مطبوع

وہ آپ ہے حجاب وہ روکنا کہاں | یہ چھپنا یہہ بہو گری آہ الاامان

اعتراض

بہوہ گری کی حقیقت سمجھہ مین نہین آئی اس لفظ کے کیا معنی اور کیا ترکیب ہے اور کسکے محاورہ مین آیا ہے لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہہ بمعنی بہو گی کی لکھا گیا ہے یہ غلط ہے ورنہ اسکی سند دیجاے

جواب

بیت مذکور اسطرح سے ہے ۔ بیٹھا وہ خود ہی شرم زدہ روکنا کہاں

یہہ جھیپن اور یہ غم جانکاہ الاامان +

نظم مطبوع

جنبش نہ ہاتہہ کو تہی نہ تیغوں کے درمیان | مشلول کے ہون پنجہ بین جیسے چہپا انگلیان

اعتراض

مشلول بمعنی شل کے کہین دیکھا نہین یہہ نیا تصرف ہے شل کو کس قاعدہ سے

سے مشلول بنایا ہے اسکی سند چاہیے جہلا و عوام الناس مشلول بمعنی شل کے بولتے ہونگے مگر فصحا کہاں استعمال کرینگے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح ہے ـــ جسطرح سے ہون پنجہ شل مین جھڑ انگلیان

نظم مطبوع

غربت مین وہ شبیر تہا اور خلق مین شبر | اور فاطمہ کا صبر تہا اکبر مین سراسر

اعتراض

غربت تواضع و فروتنی کے معنون مین نہین ہر جیسا کہ مرزا صاحب نے قیاس کیا ہے بلکہ بمعنی مسافرت کے ہے اور یہان اگر غربت کے معنی مسافرت کے لیے جائین تو خلق اور صبر سے کچھہ مناسبت نہین رکھتی

جواب

غربت بمعنی فروتنی کے محاورات اہل ہند سے ہے اور کونسا صاحب زبان ایسا ہے جسنے تصرفات نہین کیے لفظ غریب و غربت بمعنی مذکور زبان زد عوام و خواص ہے

اسکو منقول عرفی کہین گے بلکہ خود بھی معترض نے لفظ غریب صفحہ ہفتم رسالہ انتخاب نقص کی عبارت اعتراض مین بنسبت بہ فلاطون وقارونکے لکھاہے کہ یہ غریب تو نہ پہلوان ہین نہ بہادر الخ اس جابھی غریب کے معنی مسکین و متواضع کے ہین معنی مسافر کے ہرگز نہین *

نظم مطبوع

ابتک ہین نشان کانٹونکے تو پاؤنمین اُبہار	پہر آج پہنے دونون مین زنجیر گران بار

اعتراض

اس شعر مین اظہار بمعنی ظاہر کے واقع ہواہے یہ کہانکا محاورہ ہے اسکی سند چاہیے

جواب

شعر مذکور اس نہج پرہے - ابتک تہی نشان بیڑی کے پاؤنپہ نمودار * پہر آج پہنائی تمہین زنجیر گران بار

نظم مطبوع

وہ خوان تہا مثل دل فیاض کشادہ	اور حوصلہ سے غرض کے تہا زر دو زیادہ

اعتراض

غرض کا لفظ بفتح ثانی ہے بسکون ثانی نہین آیا اور سوا اسکے مصرع کی ترکیب مین غرض کا لفظ رزق کے ساتہ کیا خوب واقع ہوا ہے کہ قابل دید ہے

جواب

مصرع اول مین بجائے دل فیاض در فیاض ہے اور مصرع ثانی بیت اسطرح ہے اور حوصلہ حرص سے تہا رزق زیادہ

نظم مطبوع

بھائی حسن ہے باپ تمھارا ہے مرتضیٰ | حسب و نسب ہے آپکے پر ہمکو کام کیا

اعتراض

حسب بسکون ثانی اس معنی مین کہین نہین آیا بلکہ بفتح ثانی نسب کے وزن پر ہے اور حسب بسکون ثانی وفق وطبق کے معنی مین ہے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح ہے ہے - ہمکو حسب نسب سے تمہارے غرض ہے کیا

نظم مطبوع

ہاں کاغذو داوات و قلم لاؤ تم اس آن	شہ نے کہا کر دیوینگا اللہ سب آسان
کچھ شہ نے لکھا اور اوسے سب سے چھپایا	جب کاغذو داوات و قلم سامنے آیا

اعتراض

داوات کے دال کے بعد الف کیسا ہے اور کونسے لغت مین اور کس اوستاد کے کلام مین آیا ہے اگر کہئے کہ جہلائے ہند داوات کہتے ہین تو وہ لفظ ہندی ہوگیا فارسی ترکیب مین نہین آسکتا

جواب

مصرع ثانی بیت اول اسطرح سے ہے - ہاں لاؤ تو قرطاس و دوات و قلم اس آن
اور مصرع اول بیت ثانی اسطرح سے ہے - جب سامنے قرطاس و دوات و قلم آیا

نظم مطبوع

ہے سخت مجھے شرم ترے قول غدار سے	آئی تھی محمد کی عیادت کو نواسی

اعتراض

عذرا لقب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا ہے اطلاق اسکا مجازاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ہوتا ہے اور معنی اسکے زن دوشیزہ و بکر ہین لیکن سہو لفظ بالفتح ہے بفتحتین نہین پس اس شعر مین جو بفتحتین لکھا گیا ہے غلط ہے

جواب

شعر مذکور کلام مرزا صاحب سے نہین ہے

نظم مطبوع

بیجا ہے رنج گردش ایام اے دبیر — سوئے نجف بھی تھی سحر و شام اے دبیر
تھے نالان تھے سوئے قبر پیمبر زہرا — کبھی تکتی تھی نجف کو یہ کھلے سر زہرا
پھر روضۂ نبی کی طرف کو گئی یہ بین — نانا تمھین ضریح مین کیونکر پڑا ہی چین
عابد کی سمت رونے لگے بنت مرتضیٰ — دیکھا تو قید ہو چکا ہے وہ شکستہ پا

اعتراض

سوئے نجف تکنا بمعنی نجف کی طرف منہ کر کے تکنا اور اسی طرح سوئے قبر پیمبر نالان ہونا اور نجف کو تکنا اور روضۂ نبی کی طرف بین کرنا اور عابد کے

سمت رونا کہین دیکھا سنا نہین یہہ باتین محاورہ کے خلاف بلکہ غلط
ہین اسکے ساتھہ اسطرح کا لفظ ہونا ضرور تہا کہ مثلاً سوئے نجف مُڑ کے
یا مونہہ کر کے یا پھر کے یا ہاتہہ اوٹھا کے کہا چنانچہ مرزا صاحب نے خود بعض
جگھہ اسیطرح باندہا ہے اوسکی صحت مین کلام نہین اور موافق محاورہ کے
ہے چنانچہ اِن شعرون سے ظاہر ہے مُڑ کر سوئے نجف یہ پکارے وہ خوش نہاد
داد اہی تیرے صبر و تحمل کی دینگی داد ٭ پہر سوئے فلک دیکھہ شہ نے یہ سنایا
بندیکو گواہی تیری کافی ہے خدایا ٭ دریا کے سمت شہ نے کہا دیکھکر پکار
عباس آؤ اپنے اخی کو کرو سوار

جواب

سوئے نجف کہنا اس سے صاف واضح ہے کہ روئے قائل بطرف نجف تہا عدم
استقبال نجف ظاہر نہین ہوتا جسکے لیے مونہہ کر کے یا پھر کے کہنا واجب ہو
اور نجف کو ٹھنا اوس سے مراد نجف کو مخاطب کر کے کہنا ہی الفاظ دیگر مصاریع
بھی ایسی ہی معنون پر دلالت واضحہ کرتی ہین شعر دوم کے مصراعین ہین

گھی کی جگہ گبھی کا لفظ ہے بیت چہارم کا مصرع اول اسطرح ہے

عابد کی سمت روتی چلی بنت مصطفےٰ امام

نظم مطبوع

تھے جھکے ہوئے چرخ پہ مائل شہ ابرار	ظاہر رخ شہ پر ہوئی الہام کے آثار

اعتراض

چرخ پہ مائل ہونا یعنی آسمان کی طرف متوجہ ہونا کہین دیکھا نہین اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے ۔ فرما کے یہ حضرت نے تامل کیا یکبار

نظم مطبوع

اور اقامت مین ہوا صرف امام دو جاہ	جان احمد پہ گرے آنکے لاکھون گمراہ
رکن یکین عرش لیے فوج کا علم	کعبہ فلک پہ صرف طواف شہ امم

اعتراض

اقامت اور طواف مین صرف ہونا کیا اسکی سند چاہیے ۔

جواب

اقامت اور طواف مین صرف ہونا بھی بجاے مصروف ہونے کے مبالغۃً کہا گیا ہے کما صرّ

نظم مطبوع

طاقون مین شیشے تخت پہ ساغر دھرے ہوئے | اور کشتیون مین خلعت پُر زر دھرے ہوئے

اعتراض

تخت پر ساغر کا رکھنا نیا دستور ہے یہ گویا خاص ایجاد مرزا صاحب ہے

جواب

ساغر کا تخت پر رکھنا دلالت اوپر بکمال بادہ خواری و می پرستی کے کرتا ہے یعنی مباعدت اسباب خمر بسبب شرب پیالی اور استعمال علی التوالی کے منظور نہ تھی لہذا تخت پر ساغر کو رکھا باعث زینت و آسایش سمجھا یا تخت سے مراد تخت سلطنت نہو تخت متعارف مقصود ہو کیف ما کان یہ اعتراض بھی خالی از کیفیت نہین ہے

نظم مطبوع

تھی اگرچہ ابن فاطمہ پر پیاس بیشمار	اور دوسرے عزیزونکے غم سے جگر فگار
اک جان پاک جسکے خریدار سو ہزار	اک حلق اوسکے واسطے یہ پیاس بیشمار
بھنونکو انکے انسے سوا ہوگا اضطراب	دل انکے لیجیو ہاتھہ مین بجید و بحساب

اعتراض

پیاس بیشمار بمعنی پیاس بحید کے اور دل بحید و بحساب ہاتھہ مین لینا کسی فصیح کے کلام مین دیکھا نہین اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے تہا ایک لو عطش کا قلق تشنہ بیشمار اور بیشمار بمعنی بحید کے کلام اساتذہ مین واقع ہوا ہے چنانچہ قاآنی ذوالہمار

رسم دیرین است کز میل طبیعت و گران ✤ دوست میدارند ہمسالان خود را بیشمار

تشنہ قبای خویشتن بخشند احباب اختیار ✤ وا و قبای خویشتن بخشند ز لطف بیشمار

حافظ درخت دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ✤ نہال دشمنی برکن

کہ رنج بیشمار آرد + اور مصرع دوم بیت ثانی اس طرح ہے کہ الہی
حلق خشک جسکے لیے تیغ بن آبدار + بیت ثالث کا مصرع ثانی اس نہج سے
دلجوئی انکی کیجیو بیحد و بے حساب

نظم مطبوع

لیتا ہوا رہیو خبر آمد شبیر ع	شوہر سے ہمیشہ یہہ کیا کرتی تھی تقریر

اعتراض

لفظ ہوا کا دوسرے مصرع میں بالکل زائد ہے اور خواص کیا بلکہ عوام ایسے محل پر نہیں بولتے اور اگر کہا جاے کہ ضرورت شعری سے لکھا گیا ہو تو شعر کہنا کیا ضرور تہا

جواب

خبر لیتے رہنا اور خبر لیتے ہوے رہنا دونوں طرح محاورے ہے اور بالفرض محاورہ غیر فصیح بہی ہو تو مصرع ثانی بیت مقولہ شیرین آزاد کردہ جناب سید الشہدا علیہ السلام ہے اور ظاہر ہے کہ زبان جواری پر اس قبیل کے محاورات جاری ہوتے ہیں لہذا بعینہ محاورہ جواری نظم کیا گیا یہ بہی کمال بلاغت ہے

اور درصورتیکہ فہم دقائق شعریہ نہو تو اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے

نظم مطبوع

شہ بولے ہان تیغ قاصد صغرا ہو اب کہلا
ورنہ حقیر مجکو سب سمجھتے ہین اشقیا

یہ وجہ ہے جو تو میری تسلیم کو جہکا
جز تیغ مجھہ پہ ہاتھہ کسیکا نہ یہان اوٹھا

اعتراض

کسی پر ہاتھہ اوٹھانا خاص ضرب کے محل مین آیا ہے اور تسلیم کے واسطے نہین آیا چنانچہ مرزا صاحب نے خود بھی دوسری جگہہ لکھا ہے۔ دل دردر سیدون کا دکھانا نہین اچھا ✣ سید پہ کبھی ہاتھہ اوٹھانا نہین اچھا

برخلاف اسکے فصحا کے کلام سے سند چاہیئے

جواب

تسلیم کے لیے مرزا صاحب نے کب کہا ہے جو حضرت معترض اوسکا دفع کرتے ہین یہہ نئی بات ہر کہ اپنی طرف سے ایک بات بنانا اور اوسپر جرح کرنا خلاصہ یہ ہے کہ منطوق مصرع کا صحیح ہے ہان مفہوم مخالف اسکا تسلیم ہے

اور وہ مستقیم ہے لیکن دلالت مفہوم ضعیف ہوتی ہے اور وہ شعر کہ معترض
نے مثالیہ تحریر کیا ہے کلام مرزا صبا سے نہیں ہے

نظم مطبوع

ہمسائیاں کہتی تہین بپا کیسا ہے یہ حال | پوشاک جو میلی ہے تو اوجھی ہوئے ہین بال

اعتراض

حال بپا ہونا کسی کے محاورہ مین دیکھا سنا نہین اسکی سند چاہئیے

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے ۔ ہمسائیان کہتی تہین بتا کیسا ہے یہ حال
بتا اور بپا کے لفظ مین فقط فرق نقطون کا ہے اتنی بھی تصحیف فہم عالی
معترض مین نہ آئے واہ رے فہم

نظم مطبوع

قاتل کی طرف دیکھ کے زینب نے سنایا | گردون نے ستائی کو عبث تونے ستایا

اعتراض

دوسرا مصرع حضرت زینب کا قول ہے اور اسمین لفظ گردون واقع ہے حالانکہ عورتون کے محاورہ مین کسی جگہہ پر یہ لفظ نہین آیا اور خوبی یہہ ہے کہ جس لفظ کے ساتہ اسنے ترکیب پائی ہے وہ خاص بول چال عورتونکی ہے حیرانی کی جگہہ ہے کہ اسکو اجتماع ضدین کہا جاے یا صنعت ملمع نام رکہا جاے غرضکہ معنومین فتور نہین لیکن ترکیب الفاظ فصحا کی شان سے بعید ہے اگر قسمت کی ستائی لکھدیتے تو سبطرح مناسب تہا

جواب

قسمت کی ستائی ہرگز محاورہ نہین فلک کی ستائی اور گردون کی ستائی محاورہ ہے معترض کی اس دلاوری کو دیکہا چاہیے کہ کمال جزم اور قطع کے ساتہہ کہتا ہے کہ کسی جگہہ عورتونکا محاورہ نہین محاوراتِ رجال مین تو آپ یکتاے عصر تہے اب مستورات کے محاورات مین بہی اعلم ہونا جتایا حضرت بہی جامع الکمالات ہین اور اگر یہ محاورہ بہی متعلق مجاورہ غزل ہوتا تو اسکی بہی سند کلام اساتذہ اردو سے تحریر کی جاتی

اور ماسوا اسکے محاورات فصحاے لکھنؤ مین اہل بنگالہ کو کیا تمیز و وقوف ہے چنانچہ خود بہی حضرت معترض اس عنوان سے اسکا اعتراف فرماتے ہین **نساخ** وہ کہتے ہین ملے تیری زبان سے کیا زبان اپنی ⁂ تو بنگالی ہے اے نسّاخ مین ہندوستانی ہون ⁂ تو کا لفظ مصرع ثانی مین قابل دید ہے

نظم مطبوع

گلگونہ خاک پاک ہے رضوان کے واسطے ⁂ غازہ ہے غازیان خوش ایمان کیواسطے

اکسیر ہے یہ عیسی و لقمان کیواسطے ⁂ حوروں نے بہی چنی ہے یہ افشان کیواسطے

اعتراض

خاک کا چننا کسیکے محاورہ مین دیکہا نہین یہہ لفظ صرف برعایت افشان کے لایا گیا ہے اسی سبب سے غلط ہو گیا البتہ کنکر پتہر کا چننا آیا ہے اور غازیان خوش ایمان کا لفظ بہی قابل دیکہنے کے ہے ⁂

جواب

اس مقام مین چننے سے غرض چہانٹ لینا ہے یعنی بہ نسبت افشان زر

کے افشان خاک پاک بہتر اور منتخب ہے اور غازیان خوش ایمان مین کونسی غلطی لفظی یا معنوی ہے جسپر تعریض کی گئی ؛

نظم مطبوع

کیا جلد تر زمانہ ہوا انتقال کا | ہے ہے ابھی تو سن ہے کل اٹھارہ سال کا

اعتراض

زمانہ ہونا بمعنی زمانہ آنے کے کہین دیکھا نہین اسکی سند چاہیئے

جواب

اصل مین ٹیپ یہ ہے کیا جانتے تھے وقت یہ ہے انتقال کا ؛ ہے ہے ابھی تو سن تھا کل اٹھارہ سال کا ؛ اور اس ٹیپ کے چارون مصرع یہ ہین مین دودھ بخشوانے نپائی کہ چل بسین ؛ شربت نبا کے لانے نپائی کہ چل بسین سجادی سے اوڑھانے نپائی کہ چل بسین ؛ مین بے نصیب ابنے انے نپائی کہ چل بسین انصاف سے ملاحظہ ہو کہ مصرع خامس کسقدر مصرعہا ے بند سے مرتبط ہے

نظم مطبوع

اک لونڈی بام بام گئی تب وہ اک قدم	لا کر خبر یہ ہندسے بولے بچشم نم

اعتراض

پہلے مصرع مین ایک قدم کے کیا معنی اور وہ کا لفظ کیا ہے

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے - اک لونڈی بام بام گئی تب دو ایک قدم

نظم مطبوع

کیا ہی یرقان زرد جو ہی روسیہ فام	لو آگے بڑھو آؤ یہہ ہے وقت کا ہنگام

اعتراض

اس شعر مین وقت کا ہنگام کے کیا معنی

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح سے ہے	لو آگے بڑھو آؤ یہہ ہے نام کا ہنگام

نظم مطبوع

دو چار گھڑی مین یہہ ہوا بچو کا نقشہ	مونہہ زرد دہن خشک زبان ہونٹ نیہ پیدا

اعتراض

زبان ہونٹوںپہ پیدا ہونا کسکا محاورہ ہے پیاس کی حالت مین زبان کا ہونٹوں پر پیدا ہونا بمعنی زبان نکل پڑنے کے کہیں دیکھا نہیں اسکی سند چاہیے

جواب

اس مصرع مین پیدا کا لفظ بمعنی ظاہر ہونیکے ہے یعنی زبان ہونٹوں پر ظاہر ہوئی اور تا وقتیکہ زبان دہن سے باہر نہ نکلے گی کیونکر ظاہر ہوگی اور پیدا کا لفظ بمعنی ظاہر کے اردو مین بھی بہت مستعمل ہے چنانچہ خود بھی حضرت معترض دیوان اول چاپ لکھنؤ کے صفحہ ۳۵ مین فرماتے ہین وجد کا حال ہوا سمع غنا سے پیدا ؛ ارشاد ہو کہ حال پیدا ہونا کیا شی ہے اگر ظاہر کے معنونپر نہین ہے اور **آتش** نے بھی کہا ہے۔ سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا **میان بحر** ہنوز ہے در و دیوار سے ضیا پیدا ؛ **ولہ** میری ہتیلیون مین ہے خط جبین پیدا ؛ اب ان سب مقامونین حضرت معترض یا آفرینش کے معنی ثابت کرین

یا بمعنی ظہور اعتراف فرمائین یا بجبر و آتش کو بہی تو دہ تیر ملامت
بنائین لا حول و لا قوۃ الا باللہ

نظم مطبوع

تو کیا ہے فرشتے کا بہی پر نہین مقدور | سادات کے خیمہ کو جو تیغون سے کرے چور

اعتراض

خیمہ کو تیغون سے چور کرنا نیا محاورہ ہے اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح سے ہے - سادات کے خیمہ کو جو دریا سے کرے دور

نظم مطبوع

اوسوقت در پہ خیمہ کے زینب تہی سامنے | چلائی سخت ہول دیا اس کلام نے

اعتراض

ہول دینا نیا محاورہ ہے اسکی سند چاہیے

جواب

ہول دینا محاورہ اناث ہی غلط نہین ہے لیکن حضرت معترض سند کسکی چاہتے ہین عورتون سے جو محاورہ مختص ہے اوسکی سند فحول شعرا سے طلب کرنا کیا معنی۔

نظم مطبوع

مشاطہ جو یہ خوشخبری پا گئی اماں | سو باتین وری شام کی ڈا آئیگی اماں

اعتراض

لفظ وری کا فصحائے لکھنؤ نے ترک کیا ہے اور وری اور پری نہ بولتے ہین نہ لکھتے ہین

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح سے ہے - سو باتین ابھی ڈھونڈھ کے لے آے گی اماں

نظم مطبوع

کیا اکدل وہ اک تن تھی دم جنگ وہ خوشنات | ایک چال تھی اک ڈھال تھی اک قول تھی اک بات

اعتراض

توابع کا جدا ہونا جائز نہیں پس چال ڈہال کو جدا کرنا غلط ہے

حوالہ جواب

جواب فصل توابع رد اعتراضات کلام میر انیس صاحب مرحوم مین دیا گیا ہے

نظم مطبوع

ہل ہل گئی آواز سے جسکے در و دیوار ۔ ہر کوچہ مین بس شور قیامت تہا نمودار

اعتراض

شور نمودار ہونا کیسا محاورہ ہے اسکی سند چاہیے

جواب

شور نمودار ہونا بمعنی شور پیدا ہونیکے ہے نمودار اور پیدا جو بمعنی ظاہر ہے مرادف ہین جسطرح میان بحر کا یہہ مصرع ہے۔ کوئی سمت اوسکے نہین ہے وہ ہر ایک سو ہے پیدا ٭ یہان اگر نمودار کہین تو بھی درست ہے کہ وہ ہر سو نمودار ہے

نظم مطبوع

وہ بولا تیرے قتل سے ہاتھہ آئیگا خلعت | حاکم مجھے دیویگا زر و مال نہایت

اعتراض

نہایت بمعنی کثیر کے نہین ہی البتہ ایسے محل پر بے نہایت کہا جاے تو بھی ایک طرح کے معنی لگلین گے اسکی سند چاہیے

جواب

نہایت بمعنی پایان ہے اور جو چیز کہ انتہا کو پہونچ جائیگی اوسکو تکمیل فی نفسہ حاصل ہوگی اس باعث سے اس لفظ کو بمقام تکمیل استعمال کرتے ہین چنانچہ خواجہ حیدر علی آتش نے کہا ہے **بیت**

لبھاتا ہے نہایت دل کو خط رخسار جانا نکا | گھسیٹیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستا نکا

ولہ ایضاً

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا + نہایت غم ہی اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اور اس مقام مین اس سے زیادہ تر سند کون سی ہوگی کہ عبارت معترض جو ایراد قران السعدین خورشید مین قبل اسکے تحریر ہو چکی ہی زیادہ عبارت اعتراض

جو محاورہ اندام مین کلام میر صاحب مرحوم مین مرقوم ہی او سمین یہ فقرہ موجود ہے کہ نہایت بیجا ہے یا نہایت نامناسب و نازیبا ہے پس اس مقام مین بھی بے نہایت لکھا ہوتا مگر علت فقدان حافظہ ظاہر ہے

نظم مطبوع

یہہ سنکے چونکے اور ملے سب سے یکدگر	پھرتے تھے انہیں ڈھونڈھتا ادھر ادھر

اعتراض

لفظ یکدگر وہان پر استعمال کیا جاتا ہے کہ دو ہی شخص باہم ایک کام مین متفق ہون یا بہت سے شخص اسطرحپر ہون کہ ہر واحد ہر واحد سے ایک سرد کار رکھتا ہو اور یہان پر فقط ایک حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا سب سے ملنے والی ہین اس جگہہ یکدیگر کا استعمال جائز نہو گا اور جسکو اسکے خلاف ثابت کرنا ہو سند لاوے ؏

جواب

سب سے یکبارگی ملنا شخص واحد کا غیر ممکن ہے مگر یہہ کہ شخص واحد اشخاص

متعدد وہ ہے کہ واحدا بعد واحد ملی پس اس شخص واحد کو ہر واحد سے سر وکار
پایا گیا مثلاً حضرت سکینہ اہل حرم سے ملین تو واحدا بعد واحد ملین
پس حضرت سکینہ کے مقابل مین ہر ایک کا اہل حرم سے ملنا فرداً فرداً
پایا گیا*

نظم مطبوع

پانی وہ کچھ کسینے پیا اور نکچھ پیا	تقسیم اہلبیت مین کھانیکو بھر گیا

اعتراض

اور نکچھ پیا کی عبارت اس محل پر سراسر محاورہ اردو کے خلاف ہے

جواب

مصرع اول مین تعقید ہے اور مقصود یہہ ہے کہ پانی کچھ کسینے پیا اور کچھ نہ پیا
اور تعقید بھی کلام اساتذہ مین واقع ہوئی ہی چنانچہ **قزلباش خان** امید نے کہا ہے
غیر را جائیکہ من اندیشش بدمی برم * بد نمی آید نمیدانم چرا خوب مرا
وقال الفرزدق ؎ وما مثلہ فی الناس الا مملکا * ابو امہ حی ابوہ یقاربہ

ان دونون شعرونمین بھی تعقید ہے

نظم مطبوع

چلا کے فاطمہ کبھی کرتی تھی گر بکا | دیتا تھا تب یہ لاشۂ شبیر یون دعا

اعتراض

دوسرے مصرع مین یہہ لاشہ لکھنا اور حرف اشارہ لانے سے کیا فائدہ
اس شعر سے یہہ کا لفظ یا یون کا لفظ نکالڈالنا چاہیے تب معنی درست ہو جائینگے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح سے ہے — دیتا تھا اوسکو لاشۂ شبیر یہ صدا

نظم مطبوع

دنیا مین اسطرح کے نہین دُر بے بہا | یہہ رنگ و ہنگ سنگ شدہ دیکھا تھا نہ سنا

اعتراض

موتی کی نسبت لفظ سنگ کا استعمال نہین سنا البتہ دوسرے جواہرات مثل
یاقوت و زمرد وغیرہ کے ساتھ سنگ کا استعمال ہوتا ہے اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع ثانی بیت اسطرح ہے — یہ رنگ ڈہنگ ہمنے نہ دیکھا تہا نہ سنا

نظم مطبوع

جسدم مڑی نہ پشت پہ باقی رہا کوئی
جیسے پلٹ کر چوٹ کرے اژدہا کوئی

اعتراض

اژدہا پلٹ کر چوٹ نہین کرتا بلکہ اژدہا سامنے سے بہی چوٹ نہین کرتا صرف جو چیز اوسکی روبرو ہوتی ہے اوسکو دم سے کہینچ لیتا ہے کیونکہ اژدہا بسبب گرانباری جثہ کے حرکت سے معذور ہے پس اژدہا کا پلٹ کے چوٹ کرنا مہمل ہے

جواب

اژدر کا پلٹنا محال نہین اگر بہ سبب عظم جثہ بسرعت نہ پلٹیگا بہ کُنْدی پلٹیگا اور چوٹ کرنا حملہ کرنا ہے یہ بات بہی اژدر مین بخوبی امکان رکہتی ہے اور عبارت معترض سے صاف ظاہر ہے کہ اژدر کو جسد بجسں و حرکت

خیال کیا ہے حالانکہ یہہ بھی خلاف عقل ہے شعر آتشی اور شعر ملا عبد العلی استر آبادی یا دہ اشعار جو شاہنامہ فردوسی مین قصہ ہفتخوان رستم و کشتن اژدر مین مذکور ہین دلالت حرکت اژدر یا حملہ اژدر پر کرتے ہین چنانچہ **آتشی** در قصہ مالک اشتر گوید ❊ اژدہا و شیر چون دیدند مالک را از دور ❊ سوے مالک حملہ کردند آن دو با شور و فغان ❊ مالکِ اشتر بزد یک ضربتے بر شیر نر ❊ در ہزیمت رفت شیر و اژدہا از پی روان ❊ **ملا عبد العلی** استر آبادی ❊ چون دید اژدہا کسوے مرتضیٰ علی ❊ آہنگ شاہ کرد چو رعد پر از صدا ❊ **فردوسی** بیامد جہان جوی راخفتہ دید ❊ بر اِو یکی اسپ آشفتہ دید ❊ برآویخت با او بجنگ اژدہا ❊ نیامد لفر جام ہم زور ہا ❊ بدان سان بیاویخت با پیل تن ❊ تو گوئی برستم درآمد شکن ❊ اور تخصیص بلع بھی اژدر کے لیئے نہین ہے بلکہ صفتِ گزیدن بھی اژدر کے لیئے اشعار مین واقع ہے **قاآنی** بیت از چشم و دہانت بزم شکرو بادام

خط و زلفت گزدم افعی و اژدر

نظم مطبوع

آغاز کیا گریہ رسول دوسرائی | اور وعظ بھی موقوف کی محبوب خدا نے

اعتراض

لفظ وعظ محاورۂ اردو مین مذکر ہے مونث نہین ہے اسکی سند چاہیے

جواب

لفظ وعظ محاورۂ اردو مین تذکیر و تانیث دونو طرح مستعمل ہے چنانچہ رسالہ کارآمد شعرا مین اختلاف اسکا لکھا ہے اور مولف رسالہ نے اپنا مسلک ترجیح تانیث ظاہر کیا ہے لیکن معترض نے تذکرۂ شعرا مطبوعہ مطبع نول کشور صفحہ ۱۵۶ ترجمہ داغ ولد میر سوز کے آخر مین لکھا ہے کہ اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا اور فوت کے انتہی لفظ فوت کی سند تانیث کا لکھنا معترض کو بھی ضرور ہے واہ رے محاورہ اور واہ ری زبان کہ فلان شخص نے فوت کی ہان وفات پر قیاس کیا ہوگا

نظم مطبوع

یہ صنا سکینہ کا کہ سر شاہ کا ٹسبا	سرپوش گرا طشت سے طشت سے اوٹھا
معراج سر شہ کو ہوئی اک قد بالا	گرد سر شہ آن کے پھرنے لگی زہرا

اعتراض

اک قد بالا کے معنی کچھ معلوم نہوئے اور نہ یہ کھلا کہ کسکا محاورہ ہے اور اس لفظ کی ترکیب کیا ہے اور لفظ قد مین اضافت کیسی ہے

جواب

قد بالا مین اضافت توصیفی ہے یعنی قد ایسا قد کہ بلند ہے شیخ ناسخ مغفور نے بھی کہا ہے ع خوب موزون ہم سے وصف قد بالا ہو گیا + عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا + حاصل معنی مصرع سوم یہ ہے کہ سر اقدس جناب سید الشہدا علیہ السلام بمقدار قامت بلند بلند ہوا +

نظم مطبوع

لکہتا ہے اک مجاہد فرزند مرتضیٰ	شبکو بھی بار یاب مین ہوتا تہا بار
اک شخص وفن صحن علمدار مین ہوا	اوس شب گیا جو روز میں تو دیکھتا کیا

آگر گرا وہ شعلہ کہ شور و فغاں اوٹھا	فانوس قبر جلنے لگی اور دھواں اوٹھا

اعتراض

مجاور فلان و بہمان کہین سنا نہین البتہ مجاور کا لفظ روضہ یا قبر یا آستان وغیرہ کے ساتھہ مستعمل ہوتا ہے اور صحن علمدار کیا چیز ہے صحن کے لفظا کو اسطرحپر کسی شخص کی طرف منسوب ہوتے دیکھا نہیں صحن کے لفظ کے ساتھہ مکان کا مذکور ضرور ہے اسکی سند چاہیے

جواب

ایسے اعتراضات سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر معترض سے کتب معانی و بیان نہین گذری ورنہ ایسے اعتراضات جاہلانہ نکرتا ظاہر ہے کہ مجاور کو علاقہ مجاورت قبر سے حاصل ہے اور قبر مدفن فرزند مرتضیٰ ع ہے اسوجہ سے مجازاً مجاور قبر کو مجاور فرزند مرتضیٰ لکھا اور اسی طرح علاقہ مجاورت صحن علمدار اور قبر علمدار مین ہے اسوجہ سے صحن علمدار کہا اور ذکر اس علاقہ مجاز کا رد اعتراضات کلام میر انیس صاحب مرحوم مین کیا گیا ہے

نظم مطبوع

یہ قبلۂ دین ملک و مالکِ تسنیم
یہہ صدر نشین ہفت فلاک اک قد تعظیم
یہہ فرق مبین محیط حق افسر وہیم
یہہ جسم یقین علمِ خدا جامع تکریم
پیمایش پوشاک زمین ہاتہہ سے کب ہو
نہ درعۂ افلاک یہان ایک وجب ہو

اعتراض

اس بند کے شعر اول مین اک قد تعظیم کی ترکیب و معنی کیا ہے اور کہان کا محاورہ ہے اور لفظ قد مین اضافت کیسی ہے اور تیسرے شعر کے معنی کیا ہین *

جواب

بند مذکور اس نہج پر ہے - یہ قبلہ دین حور و ملک جبہہ تسلیم * یہہ صدر نشین ہفت فلاک اک قدِ تعظیم * یہ فرق مبین شوکت حق افسر وہیم * یہ جسم یقین علم خدا جائے تکریم * پیمایش پوشاک شرف ہاتہہ سے کب ہو * نہ درعۂ افلاک جہان ایک وجب ہو * قد تعظیم مین اضافت تخصیصی ہے یعنی فلک وہ قد ہو گیا ہے جو مخصوص تعظیم کے لیے ہے یعنی خمیدہ اور دستور

اہل ایران سے ہے کہ واسطے تعظیم و تکریم کے خم ہوتے ہین معنی مصرع یہ ہیں
کہ ہفت فلک مجموعاً واسطے تعظیم ممدوح کے ایک قد تعظیم ہو گئے ہین یعنی
خم ہو گئے ہین قامت تعظیم اور قد تعظیم فارسی مین بھی مستعمل ہے چنانچہ عرفی
نے کہا ہے۔ گر جوہر اول بحریم تو درآید ٭ تن در ندہد قامت تعظیم تو خم را
اور معنی بیت کے یہ ہین کہ پوشاک شرف ممدوح کی پیمایش ہاتھ سے کیونکر ہو سکے جس حالمین
کہ نہ درعہ افلاک سامنے درازی پوشاک شرف کے بمقدار ایک وجب کے ہو

نظم مطبوع

عاشورہ حسین کا ہے واقعہ شدید | سچ تو یہ ہے کہ پنجتن اوسمین ہوے شہید

اعتراض

عاشورا کا الف کیا ہوا اور الف کی جگہہ ہا کیونکر قایم ہو گئی اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع اول بیت اسطرح سے ہے۔ عاشورِ اہلبیت کا ہے واقعہ شدید ٭ اور
عاشور بغیر الف اور مع الالف دونو طرح صحیح ہے ٭

کلام جناب میر انیس صاحب مغفور موافق نقل عراقی مطبوعہ

کچھہ بولو تو اے عاشق سلطان مدینہ	چلاتی ہے ڈیوڑھی پہ یتیمن بالی سکینہ
بتلاؤ بھتیجے کی تسلی کا قرینہ	اس صدمے سے دشوار ہے اب بچی کا جینا

اعتراض

جینا اور سلطان مدینہ کا قافیہ بسبب مضاف الیہ واقع ہونے لفظ مدینہ کی جائز نہیں چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذرا ہے

جواب

یہہ کلام جناب میر انیس مغفور کا نہیں ملحقات مین سے جس مرثیہ مین یہہ مصرع چھپے ہین یعنی ؎ اے تیغ زبان جوہر تقریر دکھادے اور اسی مصرع تک یعنی ع ملنے لگی آنکھین قدم سرور دین پر الخ منظومات میر صاحب موصوف سے ہے اور بعد اسکے مقطع اسطرح بہائی سے ٹپنی جو لگے سید ابرار دنیا سے گئے حضرت عباس علمدار اب جوش ہے رقت کا انیس جگر افگار الخ مجموعہ مطبوعہ مین اس مرثیہ کو بند

۱۴۵ سے تا ۱۵۵ - اور مقطع کے دو مصرع اولین سب الحاقی و منظوم غیر ہین

نظم مطبوع

صدقے اس سینے پہ ہین عاشق صافی سینہ	خاک اوس دل پہ جو اس سینے رکھے کینہ
حق نما ہے تو جہان مین ہے یہی آئینہ	اسکا عاشق ہو تو ہون کور کی آنکھین مینا

اعتراض

اوسیطرح مینا اور عاشق صافی سینہ کا قافیہ بھی جائز نہین

جواب

ہاے سینہ و مدینہ کا الف کرنا بحالت اضافت اگرچہ متاخرین شعرا ے اردو نے ترک کیا لیکن میر و سودا اور دیگر اساتذہ متقدمین کے کلام مین ایسی ترکیب بہت ہے میر صاحب مرحوم نے یا اونکے بھائی میر مونس مغفور نے قبل پابندی اس طریقہ اجتہاد متاخرین کے جو مرثیہ منظم کیے ہین اونمین اگر قافیہ باقتضاے متقدمین نظم ہوا تو

موردِ اعتراض نہین ہوسکتا معترض نے یہان ترکیب فارسی ہاے مختفی کو الف پڑہنے پر اعتراض کیا ہے اور خود فارسی مین کہتا ہے

حضرت سودہ است ام المومنین	آسمان نہ ہر رابود آفتاب
سال تاریخ وفاتش را ابدان	زاہدہ و اطیب آمد از حساب

ہای زاہدہ کو جبتک الف نہ پڑہین مصرع موزون نہوگا یا ایہا المعترضون لم تقولون ما لا تفعلون غلطی ثانی یہ ہے کہ لفظ اطیب صفت مونث واقع نہین ہوسکتا طیبہ کہنا چاہئیے تہا مگر اس صورت مین اعداد زیادہ ہوجاتے ہین افسوس کہ مرزا رفیع سودا اور میر انشاء اللہ خان زندہ نہین ہین ورنہ داد اس تاریخ کی اونسے ملتی اور یہ مرثیہ کلام میر مونس مغفور سے ہے ۔

نظم مطبوع

آے نہر علقمہ میرا بچا ہے بیگناہ	اے دہر بیوفا میرا بچا ہے بیگناہ

اعتراض

اوسیطرح نہر علقمہ اور بیوفا کا قافیہ بھی جائز نہین ہے

جواب

یہہ شعر بہی منجملہ ملحقات ہی کلام میر انیس مغفور نہین ہے مرثیہ دشت وغا مین نور خدا کا ظہور ہے ۔ محض نشتر ہند یعنی اس ٹپ ٹپ تک چہاتی کے پار نیزونکی نوکین نکل گئین ۔ تصنیف میر انیس صاحب مغفور ہے مابعد اوسکے کسی اور شخص کے الحاق کیے ہوے بند ہین

نظم مطبوع

تہا یہہ بہرا ہوا عباس میر شیر جوان ۔ سینہ پر یہہ رکہے دیتا تہا نیزے کی سنان
مین یہ کرتا تہا اشارہ کہ اہی بہائی جان ۔ رحم لازم ہے ہمین ہم مین امام دو جہان
عباس سے یہ کہنے لگے شاہ دو جہان ۔ تم جا کے اس عرب کو بلا لاؤ بہائی جان
گردن سے لپٹ کر جو وہ کہتے تہے چچا جان ۔ یہہ کہتے تہے عمو تری آواز کے قربان
زانو پہ بٹہاتے جو اوسے سرور ذیشان ۔ مونہہ چہوٹی سی بات نہ یہہ کہہ دیتی تہی اور آن

اعتراض

ان شعرون مین لفظ بہائی جان اور چچا جان کا بغیر اعلان نون کے آیا ہے

حالانکہ یہہ الفاظ کسیکی زبان پر بغیر اعلان نون نہین آتی اور اگر ان الفاظ کو باعلان نون پڑہیئے تو انکا قافیہ ساتہہ امام دو جہان و شاہ دو جہان و سرور دیشان کے درست نہوگا چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہے -

جواب

اخفای نون جان نظم مین جائز ہے گو نثر و روزمرہ اردو مین باعلان نون ہی بولتے ہون کیا ضرور ہے کہ جسطرح تکلم کیا جاے اوسیطرح موزون بھی ہو اساتذہ کے کلام مین اکثر الفاظ موزون ہوئے ہین کہ جو تکلم و نثر مین اسطرح نہین آتی مثلاً ستخوان بجای استخوان میرزا حبیب قاآنی ؎

گرسگی یکہفتہ بر خوانی نیابد استخوان	از پی تحصیل ستخوان ترک آن سامان کند

یا اہل ایران کافۃ تکلم مین اعلان نون کرتے ہین مگر نظم مین نہین کرتے یا الف ماقبل نون کو واو تلفظ کرتے ہین مثلاً جان کو جون اور زبان کو زبون بولتے ہین مگر نظم مین خون و برون کے ساتہہ قافیہ نہین کرتے لفظ اگر بغیر الف یا بغیر کاف شعر مین اکثر مستعمل ہے اور نثر مین نہین

سعدی وگر چرخ گردد بکام بخیل * ور اقبال باشد غلام بخیل
بحمد اللہ ارچہ زریش امیغم چو ریشی بہ بنیم بلرزد تنم * لفظ مکان
و آسمان روزمرہ مین باعلان ہین اور نظم مین بغیر اعلان نون ہین
آتش یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے * زمین جسکی چہارم آسمان
ہے * **ناسخ** رفعت کبھی کسیکی گوارا یہان نہین * جس سر زمین
کے ہم ہین وہان آسمان نہین * اسیطرح بہائی جان کا لفظ ہے
اگرچہ تکلم مین باعلان نون ہو مگر نظم مین اعلان نون واجب نہین اعلان
نون انسان بحالت اضافت کلام **ناصر خسرو** مین واقع ہے
بار خدایا اگر ز روے خداے — جوہر انسان را جمیل سرشتے

نظم مطبوع

لپٹون گلے سے مین پدر ناتوان کے | سینے سے تو سرک تو میری باجان کے

اعتراض

اعلان نون ناتوان بسبب مضاف الیہ واقع ہونیکے جائز نہین ہے پس قافیہ غلط ہوگیا اور ذکر اسکا بھی اوپر گذرا ہے

جواب

یہہ شعر میر انیس صاحب مغفور کا نہین ہی ملحقات مین سے ہے جنکا ذکر جواب اعتراض سوم مین گزرا

نظم مطبوع

تھی ریش تو اولٹی ہوئی مونچھونکی گہر بار	اور دیدۂ بدبین تھے جون سیاہ غ خون لالہ

اعتراض

او سیطرح دیۂ بدبین مین اعلان لغون جائز نہین

جواب

مصرع ثانی میر صاحب مرحوم نے اسطرح نظم کیا ہے - اور دیدۂ بدبین صفت سیاہ غ خون لالہ

نظم مطبوع

کھتی تھی نبی امت بیدین نے مارا	ان باغیونے لوٹ لیا باغ ہمارا

اعتراض

او سیطرح امت بیدین مین بھی اعلان لغون جائز نہین

جواب

مصرع اول اس نہج پر منظوم ہوا ہے کشتی تھی بنی امت بدنی مجھے مارا

نظم مطبوع

گویا کہ تہا تبیہ الم سر بسر نشان ڈوبا تہا خون سے پنجہ پر نور اور نشان

اعتراض

اس شعر مین سر بسر کا قافیہ اور آیا ہے یہہ قافیہ غلط ہے کیونکہ اور بروزن در نہین آیا بلکہ بروزن طور آیا ہے اور اس لفظ کو کسی شاعر نے در کے ساتھ قافیہ کیا نہین اسکی سند چاہیے

جواب

مصرع ثانی یون ہے - ڈوبا تہا خون مین پنجہ پر نور زر نشان

نظم مطبوع

تیز ہی تھی کہ منکہ بھی ہر اک تہا متراد سکا تہا کاٹ میان دو ہمان ستہر اوسکا

اعتراض

اس شعر کے قافیہ مین توجیہ کا اختلاف ہے اور ذکر اسکا اوپر گذرا ہے

جواب

مشتہر بکسر ہا ہو زلغۃً صحیح ہے قاموس مین ہے اشتہر فاشتہر پس اشتہر بمعنی متعدی و لازمی دونون طرح لغت مین ہے اگر اس مصرع مین بمعنی متعدی پڑہیے تو معنی یہہ ہونگے کہ کاٹ شہرت دہندہ اوس تیغ کا تہا اور معنی لازمی لیجیے تو مفہوم مصرع یہہ ہوگا کہ اوسکا کاٹ مشہور تہا یا مشہور شوندہ تہا غزل فیضی فیاضی مین بھی لفظ مشتہر بکسر ہاے ہوز واقع ہوا ہے فیضی بادہ در جوش است و یاران منتظر + ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر + بندہ ساقی شوم کز یک قدح + منکران عشق را سازد مقر + عشق نتوانست پوشیدن ز غیر + شد ازان مجنون بعالم مشتہر + معہذا اختلاف توجیہ روے متحرک مین جائز ہے اور یہان بوجہ سقوط ہمزہ روے متحرک ہے سعدی نیاید بدوران او بر زلی + گویم کہ خارے کہ برگ گلی + چو خواہد کہ ویران کند عالمے +

نہد ملک در ریختہ ظالمے

نظم مطبوع

الف

سب بیبیان بچے لیے روتی تہین بصد یاس
جو پوچھتا وجہ تو کہتی ہین بصد یاس
ایک ایک کو اندیشہ ہے ایک ایک کو وسواس
لوگو مجھے شبیر کے بچنے کی نہین آس

ایضًا

ب

زینب نے کہا ساتھ لیے جاؤ مجھے بھی
چلائی سکینہ وہین لیجاؤ مجھے بھی
تصویر علمدار کی دکھلاؤ مجھے بھی
دریا کی کدہر راہ ہے بتلاؤ مجھے بھی

ایضًا

ج

یون کہنے لگی دوڑ کے فضہ جگر افگار
چلائی بہن ڈھونڈ رہی ہے یا سید ابرار
جاتی ہو کہان تیر نہ مارے کوئی خونخوار
تھمتی نہین اب ہمسے سکینہ جگر افگار

ایضًا

د

وہ غم سے جو مضطر ہین تو گھبرائی ہون مین بھی
وہ درد رسیدہ ہین تو گھبرائی ہون مین بھی
اکبر کی وہ عاشق ہین تو شیدائی ہون مین بھی
فرزند تو اونکا ہی مگر دائی ہون مین بھی

ایضاً

ناگاہ بڑہی فوج ہوا جنگ کا سامان　　اور گھٹنے لگی طاقت جسم شہ مردان
شہزادی یہ جب بڑہنے لگا تیر و تکا باران　　تلوار علم کرکے کھا یا شہ مردان

اعتراض

ان شعروں مین قافیہ شتائکان یعنی قافیہ مکرر آیا ہے اور مسدس مین قافیہ شتائکان لانا جائز نہین اسکا ذکر بہی اوپر گذرا ہے

جواب

نظم الف مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ سب بیبیان بچے لیئے بیٹھے ہوئے ہین پار
نظم ب مین مصرع ثالث ایضاً - چلائی سکینہ وہین پہونچاؤ مجھے بھی
نظم ج مین مصرع رابع " " تھمتی نہین اب ہمسر سکینہ سے خبردار
نظم د مین مصرع ثالث " " وہ دردرسیدہ ہین یتیم دکھہ پائی ہوئین بہی
نظم ہ مین مصرع ثانی اسطرح ہے - اور گھٹنے لگی طاقت جسم شہ ذیشان

نظم مطبوع

قاسم سے بھی لو ہمکو چھڑاتا ہے مقدر | رانڈ ہوتی ہے اک رات کی بیاہی دختر

اعتراض

اس شعر مین ہوتی کی ہا تقطیع سے گر جاتی ہے یہ جائز نہین سکا ذکر بھی اوپر ہو چکا ہے

جواب

مصرع ثانی یون ہے — بیوہ ہوئی اک رات کی بیاہی دختر

نظم مطبوع

کھلکے بس عورات نے عریان کیے سر | جلدی سے اوتارا و نہین جو پہنے تہین زیور

اعتراض

اس شعر مین عورات کا عین گر جاتا ہے یہ جائز نہین کیونکہ اسکا اوپر گذرا

جواب

مصرع اول یون ہے — بس کھلکے یہ عورات نے عریان کیے سر

نظم مطبوع

یہان تیغ جگر بند علی میان سے نکلے | کس برق سے کس برق سے کس شان سے نکلے

اعتراض

تو ابع کا جدا ہونا جائز نہین پس زرق و برق کو جدا کرنا ناجائز اور غلط ہے

جواب

زرق و برق دونون لفظ با معنی ہین انکے جدا کرنے مین کیا قباحت ہے فارسی
مین درمیان توابع واو عاطفہ لاتے ہین پس واو سے بھی فصل ہو جاتا ہے عالی
ز نور دل نشود بیرا ہن فانوس در ظاہر + ندارد جامہ شب زندہ داران زرق و برقی
تیب و شیب بمعنی مدہوش و سرگشتہ توابع سے ہے کیسا فصل اسمین
شمس فخری نے کیا ہے ✿ آصف اگرچہ صاحب تدبیر و رائے بود
با عقل و فطنت تو در اتیب ان و شیب + گفت و شنود بھی توابع مین ہے
نظیری زد سخن بر لب نظیری خوش + عشق در گفت و در شنود آمد
سراج الدین علیخان آرزو نے مثمر مین نسبت بعض محققین لکھا ہے
آنچہ نوشتہ کہ تابع بعطف مستعمل نشود غلط صریح ست زیرا کہ تیب و شیب
و تار و مار بواو عطف اند و ظاہر ادر مہمل و تابع فرق نکردہ آرے درمیان

مہمل و مستعمل و او عطف نبود مثل آب ماب یہ آتش پاتش انتہی

نظم مطبوع

جن جن کے پسر ہوگئے تھے دشت مین بیجان | اون سوگ نشینون سے یہ بولے تشنہ لبیشان

اعتراض

سوگ نشین کا لفظ فارسی زبان مین نہین آیا اور اسکو ہندی بھی کہہ نہین سکتے کہ ترکیب اسکی فارسی ہے اور دونون لفظ بھی فارسی ہین اسکا ذکر بھی گذر چکا ہے

جواب

سوگ نشین بمعنی ماتم نشین محاورہ اردوے اہل ہند ہے اور دونون لفظ فارسی ہین اگر نظم فارسی مین واقع ہوتا تو البتہ محل تامل تھا اردو مین سوگ نشین کا لانا خالی از غلط لفظی و معنوی ہے اور ایسی ہی تصرفات بلکہ زیادہ تراس سے اہل زبان عرب نے زبان عجم مین اور اہل عجم نے زبان عرب مین کیے ہین خاقانی نے کہستان عجم و خلاق معانی اوسی کہتے ہین فرمایا ہے

التویدا آفتاب عالمتاب نوید لفظ فارسی ہے اور پھر الف لام داخل کیا ہو اور اسیطرح ہے و لہ ذو الخور شید ین شد صفا ہان بلکہ ذوالخورشیدین مین تین تصرف لطور عربی کے لفظ فارسی مین یکجا واقع ہوئے ہین اور سوا اسکے اور بہی تصرفات ہین کہ لکہنا اونکا باعث طول کلام ہوا گر اس مقدمہ مین عرب و عجم پر جرح ہو سکیگی تو البتہ اہل ہند بہی مورد طعن ہونگے واذلیس فلیس

نظم مطبوع

بہائی کوئی بہائی کے لیئے مر نہین جاتا	مابین لحد ساتہہ برادر نہین جاتا

اعتراض

اس شعر مین مابین کے معنی صرف درمیان کے لیئے گئے ہین یہہ غلط ہے اسکا ذکر بھی گذر چکا ہے

جواب

مابین لحد سے فضائے لحد مراد ہے یعنی مابین جدور اللحد فافہم

نظم مطبوع

چمکتے ہوی برین گل امید کو دیکھون | سند یہ قران مہ وخورشید کو دیکھون

اعتراض

قران مہ وخورشید منحوس ہے اسکا ذکر بھی آگے ہو چکا ہے

جواب

یہان معنی قران حسب اصطلاح نجومی نہین ہین بلکہ مطلق قرین ہونیکے معنی
مین نظم ہوا ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے ؎ اول نگہ تو فتنہ
انگیز نبود :: بر ہمزن ہنگامہ پرہیز نبود :: تا نقش بستہ بود یا قوت لبت
با آب قران آتش تیز نبود :: مقصود شاعر قران مہ وخورشید
اقتران ہے دو ممدوحِ جلیل القدر ورفیع الشان کا جس سے اقوال
کاذبہ منجمین کو تعلق نہین ہے کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ کَذِبَ المُنجّمون
برب الکعبہ ظہوری نے بھی تعریف عمارت نظام شاہ دکن مین کہا ہے
ظہوری اگشتہ سقفش آسمان عالم زینبدگی :: کردہ دہر برج آن چند

آفتاب و قران ٭ اس شعر مین بہی احکام نجومی کو ملحوظ نہین رکہا ورنہ نحوست قران ہو شرمکین ہوگئے بالفرض اگر منجمین کے قول محتمل الکذب کے رُو سے قران مہر و ماہ منحوس ہے تو اثر اس نحوست کا اغیار کی طرف متعدی ہوگا نیرین کی شرافت ذاتی و جلالت قدر مین اس قران سے تنزل نہین ہوتا فافہم

نظم مطبوع

چہیڑا فرس کو کہکے جو یا سید امم
کیا اوڑا رخش کہ طاؤس لصد ناز اوڑا

طاؤس کی طرح سے اوڑا اسپ خوش قدم
دی پرندون نے یہ آواز کہ شہباز اوڑا

صرصر سے تند بو سے سبک وہ ہوا سے تیز
جالاک فہم و فکر سے ذہن رسا سے تیز

طاؤس و کبک و نسر و عقاب و ہما سے تیز
جانے مین اوڑ کے ہدہد شہر سبا سے تیز

اعتراض

شعر اول و دوم و چہارم مین گہوڑے سے طاؤس سے تشبیہ دی ہے حال آنکہ طاؤس بلند پرواز نہین ہے

جواب

شعر اول و دوم مین میر صاحب نے اوڑنیکا لفظ لکھا ہے اور فقط اوڑنیکا
لفظ مرادف بلند پروازے نہین طیران طاؤس بدیہی ہر منکر اوسکا اعمی ہے
ثانیاً گھوڑے کا اوڑنا بمعنی جست و خیز مستعمل ہے گھوڑے کو اوڑنی
مین جو طاؤس سے تشبیہ دی تو وجہ شبہ پرواز خوشنما ہے اور حسن تشبیہ ظاہر ہے
ثالثاً اگر وجہ تشبیہ سرعت پرواز یا بلند پروازی ہے تسلیم کیجا بے تو
بھی عادۃً جست گھوڑے کی اوسقدر زیادہ اور بلند نہین ہوتی جسقدر
طاؤس اوڑتا ہے طاؤس ایک پرواز مین ایک باغ سے دوسرے باغ
مین اور زمین سے قصر مرتفع پر پہونچ جاتا ہے گھوڑے کی اسقدر جست
خلاف عادت ہے گو طاؤس دیگر طیور سے بلند پروازی مین کم ہو مگر گھوڑی
سے زیادہ تر اوڑتا ہے مشبہ بہ مین ترقی کا ہونا واسطے حسن تشبیہ کے کافی ہے
اگر فرض کیا جاے کہ اس تشبیہ مین ترقی نہین ہے تو بھی اوسکو غلط سمجھنا
اور اغلاط کلام مین محسوب کرنا غلط فہمی ہے فافہم رابعًا شعر چہارم مین

لفظ تیز سے اگر سرعت پرواز مراد لیجیے تو وجہ شبہ و حسن تشبیہ
تقریر ثالث سے واضح ہے ولا یخفی ما فی ہذا المصراع من لطف صنعۃ
التدریج بذکر الطیور الخمسۃ بہذا الترتیب خامساً تیز کا لفظ بمعنی تند
و چالاک کے ہے اور حاصل چالاک کے سبقت و فضلیت ہے چنانچہ کہتے ہین
کہ یہ رنگ اوس رنگ سے تیز ہے یعنی زیادہ و فائق ہے انھین معنون مین

منشی مظفر علی اسیر نے بھی لکھا ہے

کیا عطر لگانے سے ہے پوشاک معطر بو رکھتی ہے گل سے ترے دامن کی کلی تیز

میر صاحب کے اس مصرع مین تشبیہ جمع ہے یعنی مشبہ واحد مشبہ بہ متعدد و
وجہ شبہ مختلف مثلاً طاؤس سے تیز یعنے زیادہ و فائق ہے خوشنمائی مین
وجہ شبہ خوشنمائی ہے اسیطرح منظر بہ مشبہ بہ وجہ شبہ مختلف نکلیگی

اور تیز کا لفظ افادہ معنی افضلیت و فوقیت کریگا

نظم مطبوع

ڈیجاہ تھا سعید تھا فیروز بخت تھا	رہوار کیا ہوا یہ سلیمان کا تخت تھا

اعتراض

گھوڑے کی تعریف مین ذیجاہ و سعید و فیروز بخت لکھا یہ جائز نہین ہے
یہہ صفتین خاص ذوی العقول کے واسطے ہین اسکی سند چاہئے

جواب

ان الفاظ کو صفتِ خاصِ ذوی العقول کہنا ایک دعوی ہے جسکو بغیر دلیل
عقل سلیم قبول نکریگی ابطال دعوی مدعی کے لیے چند نظائر نقل کیے جاتی ہین

ملا حسن کاشی علیہ الرحمہ

ای سریر سروری آوردہ از جاہ تو جاہ	وی جہان آفرینش بردہ از نام تو نام

میر مظفر علی اسیر سلمہ

گشت زیبا امام بارہ بنا	رشک گردون وسیع عالیجاہ

ولہ سلمہ

اگر دولت کی صورت وصل کی دولت بہی ملجاتی	ابہی تو کارخانہ اپنا عالیجاہ ہوجاتا

شعر ملا کاشی علیہ الرحمہ مین نسبت جاہ کے ممدوح و سریر دونون سے ہے

اور شعر میر مظفر علی اسیر سلمہ مین امام باڑہ وکارخانہ کی صفت لفظ عالیجاہ
واقع ہوا ہے کیا سر پر وامام باڑہ وکارخانہ ذوی العقول مین سے ہین

شیخ علی حزین رہ

بس رنج کشیدم کہ بمیخانہ رسیدم	آن روز سعید اول ماہ رمضان بود

شیخ امام بخش ناسخ رہ

فیل واورنگ وہوادار وسواری سعید	ای شہ ہند بہر راہ مبارک باشد

ولہ

چون جناب امیر ابن امیر	یافت وقت سعید خلعت سعد

کیا روز وسواری ووقت وخلعت ذوی العقول مین سے ہین اور سعادت
ونحوست تو خواص فرس سے ہے پس گھوڑے کو سعید کہنا تو زیادہ تر
قابل قبول عقل سلیم ہے

صائب

درین بستان سرا سبز است از آن بخت حنائم	کہ گشت خون در دست و پای یار میرود

طالب کلیم

کلیم تشنہ کہ لب راز گریہ تر میسازد	زبخت مندی میزاب آب حیوان جود

حنا کو سبز بخت میزاب کو بخت مند کہا ہے گیا یہ دونون ذوی العقول مین سے ہین کیا مرکب کے رسائی طالع و فیروز بختی یہ نہین ہے کہ پادشاہ دین اوسکا راکب ہو

میر مظفر علی اسیر

بھر ختم رسل ہوا مرکب	ای زہے طالعِ رسائی براق

سلمان ساوجی نے بھی صفت اسپ حسن نوئی مین کہا ہے

سلمان

نبریت باد پا اسپے جہان پیمای آتش رو	جوان دولت مبارک پی قوی طالع بلند اختر

اس شعر مین بھی بنا بر زعم معترض صفات ذوی العقول مستعمل ہین بفرض قول معترض اگر ان الفاظ کو صفت خاص ذوی العقول کہین تو بھی میدان استعارہ بالکنایہ وسیع و فسیح ہے اور اعتراض غیر ذوی العقول کا

غیر صحیح ہے

نظم مطبوع

گھر پہونچا تو زعفری کہا تخت اوٹھاؤ | اب فرش کہان کا صف ماتم کو بچھاؤ

اعتراض

صف کا ماتم کی طرف مضاف کرنا جائز نہین کہ صف بمعنی بوریا لفظ ہندی ہے چنانچہ اسکا ذکر اسکا ابھی گذر چکا ہے

جواب

یہان صف بمعنی چٹائی یا بوریا کے مستعمل نہین ہے بلکہ صف کا لفظ عربی ہے بمعنی قطار اور صف ماتم مجازا اوس فرش کو کہتے ہین جسپر اہل ماتم بیٹھتے ہین چونکہ اہل ماتم مجاورت فرش سے رکھتے ہین اسوجہ سے فرش کو مجازا صف ماتم کہا چوبیس علاقہ مجاز کے ہین اونمین سے ایک علاقہ مجاز کا اطلاق احد المتجاورین علی الآخر ہے صف ماتم مین یہی علاقہ مجاز کا ہے اور اسیطرح خواجہ حیدر علی آتش مرحوم نے کہا ہے

واقعۂ دل کا جو موزون ہو تو مضمون تمام ہے | صفحہ ہر اک میرے دیوان کا صفِ ماتم ہے

صف کا لفظ مجازاً بمعنی جا صف بہت مستعمل ہوا ہے

سنجر کاشی

ای فوق عرش قصرِ جلالِ ترا نشیب | وی صدرِ عرش با صفِ قدرت صفِ نعال

تقابل صدر کا صف نعال سے ظاہر کرتا ہے کہ اس شعر مین صف نعال بمعنی قطار نعال کے نہین ہے بلکہ مجازاً وہ جگھہ مراد ہے جہان کفش اتارکے داخل مجلس ہوتے ہین

نظم مطبوع

چھٹ جاتے ہین طائر بھی جو ہوتے ہین گرفتار | ماہی کے شکم مین رہے کب یونس دنیدار

اعتراض

حضرت یونس علیہ السلام کے وصف مین لفظ دنیدار کا لانا عجیب ہے کہ یہہ ایک ادنی وصف ہے شعرائے فصیح ایسے لفظ انبیا کی شان مین نہین لکھتے

جواب

تعجب کی کون بات ہے کوئی دینداار حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام
کے وصف دینداری مین تعجب نہین کرتا صفت جلیل دینداری کو حقیر و
ادنی جاننا خلاف دینداری ہر کیا ادن صفات واقعی کا بیان کرنا
جسمین مبالغہ نہو خلاف فصاحت ہے چنانچہ آتش نے کہا ہے
جون نماز شام را بگزارد شاہ اولیا + مصطفےٰ را گفت حیدر کای رسول کامگار
صفت کا ہگار سے وصف دیندار بمراتب افضل و اعلی ہے حق سبحانہ تعالے
نے حضرت اسحق کے حق مین فرمایا ہے نبیاً من الصالحین اور حضرت نوح ع
اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے حق مین ارشاد
ہوا ہے انہ من عبادنا المومنین و انہما من عبادنا المومنین یہہ مصرع
میر صبا کا زبان حال سے محمد بن مسلم بن عقیل کا ہے جنکی تربیت
بیت رسالت و خاندان امامت مین ہوئی تھی وہ تو دینداری کو
صفات جلیلہ اور امور عظیمہ مین سمجھتے تھے کہ جسکی بقا و اتقا کے لیے یہہ
مصائب عظیمہ حضرات معصومین علیہم السلام اور اونکے انصار نے اوٹھائی

پس یہان تو یہہ لفظ نہایت بلیغ واقع ہوا ہے اگر شاعری کے معنی یہی ہین کہ لہو الحدیث نظم کرے اور دینداری کو ادنی وصف سمجھے تو البتہ میر انیس مرحوم ایسی شاعری سے بری تہے لکم دینکم ولی دین

نظم مطبوع

روتے ہوئے خیمہ سے جو ڈیوڑہی پہ گئے شاہ
سنکر یہہ سخن کہنے لگی زینب ذیجاہ
قطرہ کہان کہان صفت قلزم کرم
مان ڈیوڑہی سے چلائی کہ اللہ نگہبان
آئے تو رخ اکبر ذیقدر کو دیکہون
گردون سے لپٹی کہتی ہے بانوے نامدار

فرزندون کو چلانے لگی زینب ذیجاہ
دلوادی بہن بہائی کو مرنیکی رضا آہ
ہو ضعیف و مدح سلیمان ذیحشم
کس شان سے گہوڑے پہ چڑہے قاسم ذیشان
شکل بہ نو دیکہہ چکے بدر کو دیکہون
صدقے مین تیرے اے مرے آقا کے راہوار

اعتراض

ان شعرون مین ذیجاہ و ذیحشم و ذیشان و ذیقدر و نامدار کے لفظ محض حشو ہین اور ان الفاظ کا استعمال اسما کے ساتھہ دیکہا ہے اعلام کے ساتھہ

دیکھا نہین ذکر اسکا بھی اوپر گذرا ہے

جواب

استعمال الفاظ مذکورہ کو کہ جو صفات اعلام واقع ہوئے ہین مخصوص اسما کرنا کس دلیل سے ہے اور اعلام کے ساتھہ منع استعمال کی کونسی سند ہے کلام اساتذہ فارسی و اردو مین صفات مذکورہ یا اوسی طرح کے اور صفات کا استعمال مع الاعلام واقع ہوا ہے چنانچہ **آتش** نے لکھا ہے

مصطفے او مجتبی آمد زیک نیمہ پدید ✢ شد عیان از نیمہ دیگر علی نامدار

شیخ علی حزین رہ

علی عالی اعلی کہ بدریوزہ او | خشک لب آمدم و غیرت عمان رفتم

ولہ

حیدر عالی نسب صفدر غالب لقب | ملک کشائے عرب حملہ میدان او

حکیم منوچہری در مدح سلطان محمود

دو سال یا سہ سال دران بود تا بہ بستا | جسرے بر آب جیحون محمود نامدار

شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کی مثنوی اخبار ولادت با سعادت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین اشعار ذیل ملاحظہ ہون

یہہ سنکر ابو طالب نامور
لگے کھنے اک قرآن توصبہ کر
ہوئی عرض مقبول پروردگار
گئے وہان ابو طالب نامدار
یہہ سنکر ابو طالب باوقار
ہوئے چشم پر نور سے اشکبار
دعاے ابو طالب نامدار
عجب نے لکھی تھی پے یادگار
سُنا جب یہہ ارشاد خیر الورا
لگا کھنے یون جابر باوفا
یہہ سنکر ابو طالب نیکنام
لگے کھنے اے راہب خوش کلام
تھی اک اونین جو آئے عالیجناب
درخشندہ مثل مہ و آفتاب
دوم مریم پاک نور خدا
کہ تھی جو خموشی مین معجز نما
ابو طالب و حمزہؑ و پاک دین
گئے مادر مرتضےٰ کے قرین

جسطرح بعد اعلام الفاظ نامور و نامدار و عالی اعلی و عالی نسب و باوقار و باوفا و نیکنام و عالیجناب و پاک و پاک دین ان اشعار مثنو

مین واقع ہوئے ہین او سیطرح میر صاحب کے کلام مین بہی صفات مع الاعلام ہین اور یہی اشعار نظیر حشو کے لیئے بہی کافی ہین اور عالیشان اور عالیجاہ اور دارا حشم وغیرہ کا استعمال نثر مین اعلام کے ساتھہ اسقدر واقع ہے کہ حاجت سند نہین یہ کہتا

نظم مطبوع

تصویر سے بستر پہ کشیدہ تہے تن زار | باہین جو گلی مین تہین تو بند دیدہ خونبار

اعتراض

ثانی مصرع مین بند دیدہ کے لفظ سے ایک دال تقطیع مین گرجاتا ہے یہہ درست نہین مگر چند الفاظ مین مثل سپید دیو وغیرہ کے جو کہ قدما سے مسموع ہین دال کا گرنا جائز ہے بس

جواب

مصرع ثانی یون صحیح ہے باہین تو گلے مین تہین مُندے دیدۂ خونبار
یہہ مرثیہ بہت قدیم ہے اکثر الفاظ جو فی زمانہنا متروک ہین اوس زمانے

مین مروج تھے عبارت اعتراض مین دال کو تشدید کیساتھ استعمال کیا
ہے دلیل چاہیے

نظم مطبوع

ناگاہ بجا فوج عدو مین طبل جنگ | کہلنے لگے ہر صف مین علمہاے رنگ

اعتراض

لفظ طبل لغت مین بسکون ثانی آیا ہے اس مصرع مین تحریک کس
سند سے لکہا گیا معلوم نہین

جواب

مصرع یون ہے ناگاہ بجا فوج عدو مین ڈہل جنگ

نظم مطبوع

لشکر کی زرہ پوشون نے گہوڑون کے تنگ | جا خالی نہ تہی فوج ستم مین کئے فرسنگ

اعتراض

اس شعر مین جو گہوڑون کے لیے تنگ کا فقرہ واقع ہے یہہ سراسر محاورے

خارج ہے البتہ گھوڑون کی باگین لین یا لگامین لین بولتے ہین یا گھوڑون پر تنگ کسا اور باندہا کھا جاتا ہے -

جواب

باگ لینا یا باگ اوٹھانا بمعنی گھوڑے کے دوڑانے کے ہے تنگ لینا تنگ کا کھینچنا ہی تا کہ چست ہو جاے اور زین کسی جانب مائل ہونے پاے یہہ جو افادہ ہوا کہ گھوڑون پر تنگ کسا اور باندہا کھا جاتا ہے محتاج دلیل ہے تنگ زیر زین و زیر بغل اسپ ہوتا ہے تعدیہ اوسکا بلفظ پر جو فوقیت پر دلالت کرتا ہے شاید محاورہ اہل ڈہاکہ و بنگالہ ہو -

نظم مطبوع

بس اے انیس بس کہ دعا کا ہی یہہ مقام	ہو مغفرت خلیق کی یا رب فو والکرام

اعتراض

اس شعر مین فو والکرام کے کچھہ معنی نہین مہمل ہے کیونکہ کرام جمع کریم کی ہے نہ کہ کرم کی

جواب

مصرع ثانی یون ہے ہو مغفرت خلیق کی یا خالق الانام

نظم مطبوع

دمبدم چاہنے والون کے لہو گھٹتے ہین
یہہ گلا وہ ہے گلی جسکے لیے کٹتے ہین

اعتراض

اس شعر مین لہو کا لفظ بصیغہ جمع مستعمل ہوا ہے یہہ کہان کا محاورہ ہے اسکی سند چاہیے

جواب

لہو کی اضافت جسوقت جمع کی طرف ہو تو اوسکو جمع باندہ سکتے ہین خصوصًا مقام مشاکلت مین جیسا کہ گلے کو جمع باندہا ہے یہ شعر بہی میر مونس مرحوم کا ہے

نظم مطبوع

یہہ سنکے ضعیفہ کا لگا کانپنے اندام
بولے یہہ بہلا آنیکا ہی کونسا ہنگام

اعتراض

خوف اور ہراس کی جگہہ اندام کانپنے لگے بصیغہ جمع بولا جاتا ہے
اور جہان اندام کا بافراد مذکور ہوتا ہے اوس سے اور ہی اندام مراد
ہوتا ہے خصوصاً اس مقام مین اندام کا لانا نہایت نامناسب و نازیبا ہے

جواب

مقام خوف و ہراس مین اندام کا کانپنا بافراد میر مظفر علی اسیر کے
دیوان مطبوع گلدستہ امامت مین ملاحظہ ہو

اسیر

رعب چھایا ہے یہہ جلاد فلک پر آپکا تیر سے تمہارے ہے عالم کو خطر اتبک	کانپتا ہے آجتک اندام یا مشکل کشا خورشید کا کب لرزان اندام نہین ہوتا

انہین اشعار سے ثابت ہے کہ مطلق اندام سے کوئی عضو خاص مراد نہین ہوتا
مگر اور بھی سندین اساتذہ اردو و فارسی کے حاضر ہین

ناسخ

سرخ پوش آے نظر شوخ یہہ ہے رنگ بدن	پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

منظور تحقیر آبِ نہر ہے بمقابلہ آبِ انہارِ بہشت کے اسلیے لفظ زشت بلیغ واقع ہوا ہی یہ شعر بھی میر نواب صاحب مونس کا ہے

نظم مطبوع

شادی ہو کہ اندوہ ہو آرام ہو یا جور | دنیا مین گذر جاتی ہے انسانکی بہر طور

اعتراض

آرام کے مقابلے مین جور کسی کے کلام مین نہین آیا اور نہ اس جگہہ مناسبت خاص ہے بلکہ مصرع مین منظور امور متضادہ کا بیان کرنا ہے لہذا یہان تکلیف کے معنی مین کوئی کلمہ ہونا چاہیے

جواب

اس مصرع مین صنعت طباق ہے جسکو تضاد و مطابقہ بھی کہتے ہین حالت جور مین جو شخص ہوگا اوسکو آرام نہ ہوگا پس تکلیف کہ مستلزم جور ہے تقابل ساتھہ آرام کے رکہتی ہے کقولہ تعالے وَمِنْ رَحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ وَالنَّہَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ ابتغاءِ

اس آیت مین فضل کو ساتہہ سکون کے تقابل نہین ہے لیکن فضل مستلزم حرکت ہے اور حرکت کو ساتہہ سکون کے تقابل ہے

انوری

ناموس جور و فتنہ بنجبر قوی شکست | آرام ملک و دین بسیاست تمام داد

امیر اسیر سلمہ

نہین مجھے ستم آسمان کا اندیشہ | غلام خاص یہ ہے فیض عام حیدر کا

شعر انوری مین جور مقابل آرام اور شعر اسیر مین ستم مقابل فیض اسی قبیل سے ہے فافہم

نظم مطبوع

او ترا یہہ سخن سنکے وہ کونین کا عالی | خاتم سے نگین گر گیا زین ہوگیا خالی

اعتراض

کونین کا عالی محاورہ مین آیا نہین اسکی سند چاہیے

جواب

خادم بلال و قنبر گردون اساس تہا	نعلین اسکے پاس عصا اوسکی پاس تہا

اعتراض

فلک اساس اور گردون اساس کسی انسان کے وصف مین نہین آیا ایوان و دیوان دربارگاہ و آستان وغیرہ کے اوصاف مین آتا ہے اسکی سند چاہیے

جواب

فلک اساس و گردون اساس استعارۃ لکھا گیا ہے وجہ جامع استحکام و رفعت ہے اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ کسی انسان کے وصف مین دیکہا نہین گیا سند چاہیے گزارش یہ ہے کہ استعارہ مین ایسے امور کا لحاظ نہین کیا جاتا چنانچہ قرآن مجید مین حق تعالے استعارۃ فرماتا ہو وآیۃ لہم اللیل نسلخ منہ النہار اس آیت مین مسلوخ ہونا شب کا فرمایا ہے اور شب غیر ذی جسد ہے پس مسلوخ ہونا غیر ذی جسد کا کہان دیکہا گیا ہے اور کہہ سکتے ہین کہ اساس سے مجازاً منزل و قصر مراد ہے کیونکہ اساس ایسا جزو بیت و قصر کا ہے جسپر اوسکے قیام کا دار و مدار ہے اس صورت مین ممدوح کو

فلک اساس لکھنا بمعنی فلک جناب و فلک منزل و فلک مکان کے ہے

شیخ علی حزین علیہ الرحمہ کے اس قطعہ مین

باوجی منزلم چہ بود ثر از مدعی — ابلیس در برابر نص آورد قیاس
رمح قلم بہ پنجہ من خصم جان اوست — بادا رفیع رتبۂ این معدلت اساس

لفظ معدلت اساس بارگاہ یا دیوان وغیرہ کی صفت نہین ہے اور ضرورت اوس توجیہ کی ہے جو مذکور ہوئی فافہم

نظم مطبوع

خیر اب کچہ آرزو نہین اس آب زشت کی — طعر ارہے ہین سامنے نہرین بہشت کی

اعتراض

آب کا وصف زشت کسی فصیح کے کلام مین نہین آیا اسکی سند چاہیئے

جواب

زشت عموماً بمعنی بد ضد خوب و نیک ہے جو چیز بد ہو اوسکو زشت کہہ سکتے ہین اگر کوئی نص خصوصیت لغۃً معترض نے دیکھی ہو تو تحریر کرے یہان

خواجہ وزیر

ہے آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ ‌ | ‌ اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

ولہ

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جان سے قریب ہون ‌ | ‌ تم روح بن گئے تو مین اندام ہو گیا

اسیر

مثل تصویر ہے کیا غم ہمین عریانی کا ‌ | ‌ کب ہے اندام سے پیراہن اندام جدا

انوری

جمعے از مخدرات درو ‌ ‌ ہمہ آتش لباس و آب اندام

اگر مطلق اندام سے عضو خاص مراد ہوتا تو یہہ اساتذہ اس ترکیب سے نظم نکرتے بلکہ محاورہ مین جب عضو خاص کو بولتے ہین تو باضافت بولتے ہین مثل اندام نہانی وغیرہ کے

ناظم مطبوع

تھا زیر زرہ کاوسر اسلحہ کا بکتر ‌ | ‌ خنجر نہ اثر جسپہ کرے اور نہ جمدھر

اعتراض

کانؤسر کے کیا معنی لفظ کانؤسر نہ زرہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے نہ بکتر کی

جواب

مصرع اول یون ہے - پہنے ہوئے زیر زرہ اسلحہ کا بکتر

نظم مطبوع

دستانو نکو ہاتھہ آئے عجب صحبت دلگیر
بوسہ جو لیا چرخ پہ پہونچا سر شمشیر

اعتراض

دلگیر معنی دلپذیر و دلپسند کے کہین نہین آیا بلکہ دلگیر کے معنی آزردہ اور ملول ہین

جواب

مصرع ثانی یون صحیح ہے - دستانو نکو ہاتھہ آئے عجب صحبت درگیر

نظم مطبوع

نالان ہے تجھسے روح رسول فلک اساس
آشنا بھی دل نہ سخت کر اے نا خدا شناس
کپڑے تو یہ نہ پہنو گا مین آفاک اساس
تا نہ ابھی ہے ماتم عباس حق شناس

مصرع صحیح یہ ہے — اوترا یہ سخن کھلے وہ کونین کا والی

نظم مطبوع

دنیا مین سدا عبرت و اندیشہ کی جا ہے — یہان کیسا مقام آٹھہ پہر کوچ لگا ہے

اعتراض

مصرع اول مین حرف ظرفیت یعنی مین زائد ہے اور اس لفظ کا اسطرح پر زائد لانا جائز نہین

جواب

مصرع صحیح یہہ ہے — دینا کی سرا عبرت و اندیشہ کی جا ہے اور رعایت کوچ و مقام ساتھہ سرا کے ظاہر ہے

نظم مطبوع

بجھی تھی ایک نور کی چادر جو دور دور — ہنستا تھا کہکشان پہ یہ جادہ کو تھا غرور

اعتراض

پہلے مصرع مین لفظ ایک اور لفظ دور دور دونون حشو ہین ان لفظون مین

کچھ حسن عبارت ہے نہ لطف معنی بلکہ جب ایک چادر کہا گیا ہے
تو لفظ دور دور جو تکرار واقع ہوا ہی مہمل ہو جاتا ہے

جواب

اس مصرع مین لفظ ایک اور دور دور دونون حشو نہین ہین نہ مصرع مہمل ہے بلکہ مقصود قائل یہ ہے کہ ایک چادر نور کی دور دور تک بسیط تھی یعنی ایک کا لفظ ساتھہ دور دور کے افادہ معنی ترقی کرتا ہے اور تکرار دور دور دال ہی اوپر وسعت و فسحت کے مفید ایک کا لفظ اکثر محاورہ مین زائد آتا ہی اور مخل فصاحت نہین ہی چنانچہ آتش نے کہا ہے

مردے سے بدتر زبس احوال مجھہ مجنون کا تھا — خانہ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میر

عجب شاہ کا دل بھی تھا یہ لعل اسیر	کہ رخش ماہ کو اک داغ انفعال دیا

بعد تکرار دور دور لفظ ایک کا حذف کرنا عین محاورہ ہے

آتش

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے ۔۔۔ وہ جنس حسن ہے تو جو ہر دور دور سپید

بالجملہ اس شعر مین جو میر نواب صاحب مونس کی تصنیف ہے نہ لفظ ایک حشو ہے نہ دور دور کا لفظ بلکہ تکرار دور دور بلیغ ہے البتہ حشو کی مثال مین یہ شعر معترض کا لا سکتے ہین

مولوی نساخ در وصف باغ

فرش او سمین ہے سنگ مرمر کا ۔۔۔ خون ہے دل جس سے لعل و گوہر کا

لفظ گوہر حشو ہے بلکہ حشو سے بدتر ہے خون ہونا دل کا جسطرح لعل کے لیے کہا جاتا ہے گوہر کے لیے نہین ثابت ہے اگر لعل احمر کہتے تو مصرع ثانی بحال خود مربوط ہو جاتا اگرچہ ربط با مصرع اول بدستور سابق بیرنگ رہتا

نظم مطبوع

رنگ رخ کفار رعب ہو گیا فق سے ۔۔۔ اک ضرب مین باطل کو جدا کر دیا حق سے

اعتراض

رنگ فق سے ہو گیا محاورہ عوام کا ہے

جواب

میر انیس مرحوم اور اونکے والد میر خلیق مرحوم اور اونکے دادا میر حسن مرحوم
سب اپنے اپنے زمانے مین ممتاز و منتخب فصحاے اہل زبان مین تھے
جو وہ کہہ گئے وہی محاورہ خاص سمجھنا چاہیے اہل ڈہاکہ و بنگالہ کو کیا
معلوم کہ فصحاے اہل زبان لکھنو کا کیا محاورہ ہے اور عوام کا کیا روزمرہ ہے
کیسا ہے مبالغہ براے نام تحلص مین کرین مگر بتقلید سے آزاد ہونگے بالفرض
رنگ فق سے ہو گیا عوام کا محاورہ ہے تو اسمین غلطی کیا ہے اور اغلاط
کلام مین محسوب کیونکر ہو سکتا ہے اور شعرا نے بھی الفاظ و محاورات
عوام باندہے ہین چنانچہ **امیر خسرو** نے کہا ہے

باز دل گم گشت در کویش مین دیوانہ را — از کجا کردم نظر آن شکل قلاشانہ را

شیخ محمود گیلانی نے مناظر مین فرمایا ہے کہ امیر خسرو کے اس بیت مین
لفظ قلاشانہ الفاظ مستعملہ مردم اوباش سے ہی خود معترض کے دیوان مطبوعہ
نظامی صفحہ ۴۹ وصف باغ مین یہہ شعر ہے

درفشان ہے ہر ایک فوارا	ابر نیسان کو دہار پر مارا +

دہار پر مارنیکا محاورہ تو عوام کے روزمرہ سے بہی متجاوز اور خاص اوباشانہ بول چال ہے شاید قائل نے جامع مسجد دہلی کے زینون پر یا پیر نجارا کے ٹیلے پر سنا ہوگا

ولہ

مجہکو اور شوق چمن جوڑ نہ تہمت صیاد	کیا بہانے کی ضرورت ہے کر آزاد مجہے

تہمت جوڑنا کہانکے خوص کا محاورہ ہے لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الوَاحِدِ الاَحَدِ وَاَعُوذُ بِہٖ مِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

نظم مطبوع

امادہ نبرد تہی دونون طرف سے فوج	نرغہ مین بیقرار تہا شاہ زنان کا زوج

اعتراض

شاہ زنان کا لفظ زبان فارسی مین آیا نہین پس غلط ہے شاید میر صاحب نے شاہ مردان پر قیاس کرکے لکہا ہے حالانکہ وہان مردان کے معنی

مطلق رجال کے نہین بلکہ مردان سے مراد مردان خدا و جوان مرد و اصحاب آداب فاضلہ ہین یا سیدۃ النسا کا ترجمہ کیا ہے

جواب

میر انیس صاحب مغفور نے یہ کہا ہے - آمادہ نبرد تھے دونون طرف کی فوج
ترتیب مین بقرار تھا خیر النسا کا زوج - بل کہاتے تھے ہوئے پھریرے مثال موج
تھا تا بچرخ رایت فوج خدا کا اوج - کثرت پر اپنی فوج عدو کو غرور تھا
ظلمت ادہر تھی کفر کی یہان حق کا نور تھا - مگر مین عرض کرتا ہون کہ وہ مصرع
محرف بھی غلط نہین ہے بلکہ عبارت اعتراض سے ظاہر ہے کہ ماشاء اللہ
علاوہ کمالات شاعری کی تاریخ دانی مین بھی کمال حاصل ہے شاہ زنان
نام تھا دختر یزدجرد سلطان عجم کا جو ازواج مطہرات مین سے جناب
سید الشہدا علیہ السلام کے تھین چنانچہ **ملا آقای دربندی**
علیہ الرحمہ نے کتاب اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات مین لکھا ہے
اعلم ان ما عن شہر اشوب فی تقیۃ شہربانویہ مما لم اظفر بہ فی کلام احد فان کان

الامر کما ذکر فلا بد ان تکون ہذہ المرأۃ غیر شاہ زنان التی ہی بنت الملک یزدجرد ام الامام سید الساجدین ع فان ام الامام قد ماتت فی النفاس فی ولادۃ الامام انتہی پس اگر اس مصرع محرف مطبوع مین زوج شاہ زنان کے لفظ سے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو مراد لیں تو کیا غلطی ہے

نظم مطبوع

شرمندہ زمانے سے گئے وائل و سحبان	قاصر ہین سخن سنج و سخن فہم و سخندان

اعتراض

سحبان کی فصاحت البتہ مشہور ہے وائل کی فصاحت کہین سے ثابت نہین ہے وائل ایک شخص کا نام ہے اوسکی طرف قبیلہ بنو وائل منسوب ہے اور سحبان اوسی قبیلہ سے تہا

جواب

مصرع صحیح یون ہے شرمندہ زمانے سے گئے دعبل و سحبان

دعبل خزاعی شاعر عرب کا مشہور ہے اور اگر بالفرض وائل بہی کہا ہوتا تو کیا

قباحت نہی مبالغۃً کہہ سکتے ہین کہ دائل جو یہ رقبیلہ تہا وہ بہی ستر مندہ زمانے سے گیا چنانچہ اردو مین کہتے ہین کہ فلان شخص کے باپ سے یہہ کام نہو سکیگا اگرچہ اوسکا باپ اوس کام مین مہارت نرکہتا ہو لیکن مبالغۃً محاورے

نظم مطبوع

گردن پہ نمایان کیئے جاگہ خط خنجر	تہا بیچ مین اون لاشونکے اک لاشہ میسر

اعتراض

جاگہ کا لفظ مدتون سے متروک ہے

جواب

مصرع میر صاحب کا یون ہے - گردن پہ نمایان کیئے جا ہے خط خنجر مگر مین عرض کرتا ہون کہ لفظ جاگہ مخفف ہے جائیگاہ اور جایگہ کا جب لغۃً صحیح ہے تو جا ہے اعتراض نہین ہے

طالب

تا نرسید ندبدان جانگاہ	پا بخر امید بسعی نگاہ

قاآنی

ہرکس بقدر پایہ ببایدش جایگاہ	عنقا کند بقاف و کبوتر بچہ وکن

اور یہہ مرثیہ بھی بہت مدت کا ہے اگر جاگہ کا لفظ بھی نظم ہوتا تو اثبات اعتراض کے لیے اثبات اس بات کا ضرور ہے کہ زمانہ ترک استعمال مین نظم ہوا ہو فافہم

نظم مطبوع

کچھہ ٹڑہکے پھرے جانب قبلہ سے بے پر	کج کی طرف دوش مین گردن انور

اعتراض

بے پر کے کیا معنی یہہ لفظ اس شعر مین حشو سے بھی بدتر ہے اسکا ذکر بھی گذر چکا ہے

جواب

مصرع یون ہے کچھہ ٹڑہکے پھرے جانب قبلہ شہ صفدر ٭ مگر مین مصرع مطبوع کو صحیح فرض کرکے عرض کرتا ہون کہ بے پر استعارہ ہے

مجبور و عاجز سے یا مظلوم و ستمدیدہ سے چونکہ طائر بے بال و پر مظلوم و مجبور ہوتا ہے اسیلیے عموماً مرثیہ گویون نے اس لفظ کو بمعنی مظلوم و مجبور استعمال کیا ہے گویا یہہ خاص مرثیہ گویون کی اصطلاح ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اور معترض نے اعتراض کلام مرزا صاحب میں اسی استعارہ کے باب مین تحریر کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کو کسی جانور پرندہ سے ذہن مین استعارہ کیا ہے انصاف کی جگہہ ہے کہ کعبہ کے واسطے ترقی ہوئی یا تنزل اور کس درجہ کا تنزل اور طرفہ یہ کہ حضرت امام حسین ع اور دوسرے اہلبیت اطہار ع کی شان مین جا بجا یہہ لفظ آیا ہے وہان کیا لکھا جائیگا اور استعارہ کیا آفت لائیگا انتہی پس گزارش یہہ ہے کہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ ممدوح کو کسی اشرف الطیور سے مثل بلبل و ہما وغیرہ کے استعارہ کیا ہے اور ایسے طیور سے استعارہ کرنے مین یا تشبیہ دینے مین قباحت نہین ہے چنانچہ انوری نے تعریف فردوسی طوسی مین کہا ہے

آفرین بر روان فردوسی — آن همایون نهاد فرخنده

اس بیت مین ممدوح کو ہما سے تعبیر کیا ہے اگر طائر سے استعارہ کرنا معیوب و قبیح ہوتا تو
انوری سا شاعر ایسا نکرتا یا یہہ شعر کہ جلد دوم روضۃ الصفا مین عزائی
پیغمبر خدا مین بزبان اصحاب مخاطبۃ بخاتم الانبیا مرقوم ہے

تو مرغ آشیانہ قدسی غریب نیست + گر باز ازین قفس سوی گلشن پریدہ

اس شعر مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بلاتشبیہ طائر سے
استعارہ کیا ہے یا یہہ شعر خاقانی کہ اشکہ حشو مین قبل ازین تحریر ہوچکا ہے

شیر سیاہ معرکہ خاقان کامران   باز سفید مملکہ بانوے کامگار

اس شعر مین بھی ممدوح کو استعارہ اسد و باز سے کیا ہے حالانکہ اسد بھی سبع مخصوص و
حیوان مفترس ہے اور باز بھی ایک پرندہ ہے لیکن غرض استعارہ و تشبیہ سے اثبات وصف
خاص ہوتا ہے ذات مشبہ مین چنانچہ استعارہ شیر سیاہ مین وجہ جامع شجاعت و ہیبت ہے
و سبعیت نہ اور استعارہ باز سفید مین وجہ جامع صولت و خوبی صورت ہے نہ طائریت اسیطرح استعارہ
طائر مین وجہ جامع مجبوری و مظلومی ہے نہ امر دیگر تمت الرسالہ والصلوٰۃ علی خاتم الرسالۃ +

ریختهٔ کلک گهرسلک سخنور فصاحت شعار بلاغت دثار سید آغا عظیم صاحب ضیا تخلص

کرد چون معجز رقم این نامه را — کاندران نبود مجال ارتیاب
جمله ایرادات خام معترض — گشت مردود از جواب باصواب
شد هویدا بر تمام اهل فهم — ز انتخاب نقص نقص انتخاب
در میان حق و باطل فرق شد — زین رساله کامده فصل الخطاب
شد مؤثر در دل ارباب علم — این رقم همچون دعای مستجاب
لیلی معنی ز محمل شد برون — رخ نموده شاهد صدق از حجاب
ستر معنی را که در وی مضمر است — درک سازد هر که باشد نکته یاب
هر کرا چشم بصیرت روشن است — میشناسد جلوهٔ آب از سراب
لیک از اوضاع چرخ سفله خو — اهل علم و فضل را دل شد کباب
با وجود نور کم جرم سها — طعن ظلمت میزند بر آفتاب
عیب خود نادیده میسازد بیان — کرمک شب تاب نقص ماهتاب
حاش لله کی فروغی آورد — ذرهٔ ناچیز پیش آفتاب

پشه را کی همسری باشد به پیل	گربه کی گردد حریف شیر غاب
صعوه کی گردد به بلبل همصفیر	کی شود گنجشک همشان عقاب
خویشتن را کرد رسوای جهان	گر شبه زد طعنه بر در خوشاب
هیچکس را اندرین نبود سخن	هست در وی اتفاق شیخ و شاب
گر کسی را ذائقه نبود درست	تلخ باشد در مذاقش شهد ناب
هر کرا باشد عفونت در مشام	پیش او باشد عفن بوی گلاب
قصه کوته چون سر آمد این رقم	فکر کردم با هزاران پیچ و تاب
با سر اخلاص جستم سال ختم	گفت دل رد بلیغ ولاجواب سنه ١٢٩٩

چکیده خامه مشکین ختام جناب صاحب فکر رسا معدن فن و هر فن کا سید عسکر حسین صاحب

عسکری تخلص

نساخ نساج سخن ایراد بیجا کرده است	بر ناظمین مرثیه بر کاملین شاعران
با تار و پود بنیه در کارگاه هستنه	با گفتگوی لینه نقشی عجب کرده عیان
از عاقلان باشد عجب خود را فکندن در تعب	با کاملان کردن عتب بدنام گشتن در جهان

معجز چو کرد آن نظم با غور دیدش سر بسر | گفتا بعون ذو اکرم تا بهت گنم ابطلان آن
آنکه قدم در شوطه زد در موج فکرت غوطه زد | در ردّ آن اغلوطه زد دامان همت در میان
معجز باعجاز آمده از خلق ممتاز آمده | با سعدی انباز آمده در نظم و نثر اندر جهان
آن صاحب صدق و صفا آن معدن فن و ذکا | سرّ خفی را از نهی آمد لسانش ترجمان
چون عسکری دیدم را از حور و تحسین و ثنا | صد آفرین مرحبا جاری بود دم بر زبان
بر جان معجز مرحبا گویند ارباب وفا | کرده به ذا افترا تردید احزار امان
چون دیدم این مکتوب را مکتوب خوش اسلوب را | تاریخ شی خوب را لازم بود بر نکته دان
افتادم اندر جستجو تا که شنیدم از دو سو | بهر آیت تردید گو مجموعه تکذیب خوان
١٢٩٦ ١٢٩٦ھ

از نتیجات قلم دُرَر بار شاعر شیرین گفتار سید آغا علی صاحب متخلص بضو

چو گشت این رقم بدیع و نادر و خوش و زیبا | تمام در زمن سعید و وقت فرحت و شادی
تلاش مصرع سال ختم او چو ضو نمودم | بگفت هاتف غیب ردّ ترهات اعادی
١٢٩٦ھ

طبع زاد سخنور یکتا میرزا حسن رضا متخلص باعجاز خلف الصدق
جناب معجز

بچشم انصاف سے ذرا دیکھو
بے کم و کاست ردّ ہرایراد
للہ الحمد فضل باری سے
چھپ گیا جب جواب اے اعجاز

اس رسالہ مین جو کہ ہے مکتوب
مندرج ہے بخوبی اسلوب
اسمین لکھا گیا جو تہا مطلوب
بولا ہاتف بدل ہوا مرغوب
۱۲۹۶ھ

خاتمة الطبع

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر مہربان

نخستین بہ یزدان دانش بخش مے پناہم و امان از شر اہرمن گمراہ کنندہ میخواہم و لیکن بخدمت دیدہ وران انصاف بین و ژرف نگہان صداقت آئین و صدر نشینان محفل بینش و بزم آرایان شبستان دانش کہ دوغ را از ماست و دروغ را از راست باز میتوانند کرد و تلخ را از ملیح و مسیخ را از مسیح فرق گذارند نہ آنانکہ ہراز بہ شعرا نشعر نشناسند و جوزا از جو زاو شعیر از شعر التمیز نکنند و خود را

مالک ملک کمال انگارند گزارش مینمائیم که این رسالهٔ نافعه که محض صدق و سداد است و خالی از عصبیت و عناد ریختهٔ کلک گہرسلک افصح الفصحا و ابلغ البلغا منقلب کید اہل عناد مخرب اساس حقدار باب لداد اشعر الشعراء صاحب السکینة والرضا جناب منشی مرزا

محمد رضا صاحب معجز ضاعف اللہ فی افاداتہ السدیدة

بغرض فائدہ عام عوام که از تسویلات کلام خام و تحریرات تعصب انضمام بعضی رہ سپر وادی شبہ و گمان و طاعن دربارهٔ پاکان نگردند و از خطای ذہن مصون و از کجی فہم مامون باشند در تاریخ

دوم ماه رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۶ ہجری نبوی در مطبع

شعله طور کانپور صورت انطباع یافته مطبوع

طبع گردید و بحمد اللہ این دلکش دیت

که سبقت در طبع یافته

بہتمام محمد حسین [illegible] ناظم [illegible]